

ہفت روزہ

8  
27

فدائے اسلام

# خدا مِلّٰتِ لَاہُوتِ

بیادگار

شیخ الفیہ حضرت مولانا محمد علی  
شیراوردروازہ لاہور

۱۲ نومبر ۱۹۴۲ء

یہ ایک ازمنہ طبع کا ایک ایجنہ خدائے مبینہ ہے۔ لاہور



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
ہفت روزہ

# خدا مالدین

## لاہور

نومبر ۱۹۰۵ء

نمبر	سال	شمارہ
۳۷	۱۳۲۴ھ	۳۷
۱۲	۱۹۰۵ء	۱۲

پاکستان و خاندان وستان میں	۱۱ روپے
سلاطین	۴ روپے
سلاطین	۳ روپے
فی پریچ	۲۵ پیسے

• مسعودی عسب • کویت • لبنان  
• اندرون • ملایا  
• ہانگ • صانگ • انگینڈ

کچلے  
کائنات چندن  
عام ڈاک سے  
۱۸۰۰ روپے  
ہوائی ڈاک سے  
۵۰ روپے

۱۰ روپے  
عام ڈاک سے  
۲۴ روپے  
ہوائی ڈاک سے  
۱۸۰۰ روپے

نوٹ  
استخبارات کی ذمہ داری شہرین  
پیر ہونگی

# افق عالم پر مہیب بادل

دلالت تھا۔ اور زاریہ زلزلوں کی ہوس کا ہمارا دوسرا تھا۔ چنانچہ جہاں حکومت کا تختہ الٹا وہاں مذہب کو بھی تیرا د کہہ دیا گیا۔ بہر حال افق عالم پر برطانیہ کے ساتھ جس کی حکومت پر آفتاب غروب نہ ہو رہا تھا اور مضبوط طاقتیں جنگی حیثیت سے ابھریں۔ گرجی بھی جھلری برطانیہ کی ہاتھ دسی۔ ہاں ملک کے دوسری جنگ عظیم شروع ہو گئی۔ جرمنی کے فو کیلٹر ہارنے برطانیہ کی ہمداری کو ختم کر کے رکھ دی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر جنگ کے خاتمہ پر امریکہ اس کی دست گیری نہ کیا تو اس کا کوئی پرسان عالی نہ ہوتا اور اس کی ایسی شافی ہوتی کہ تمام سابقہ ہمدانوں کو قبول جاتا۔ مگر امریکہ نے تین سال کی تیاری کے بعد جنگ کے مشورہ پر لب کو دھڑکا آزاد کو کر دنیا سے اپنی قوت کا ٹوکھا مٹا لیا۔

دوسری طرف اشتراکی روس نے ہوس کی مخالفت ہی میں اپنی طاقت کا خواب دیکھا۔ اس کو کیا معلوم تھا کہ جرمنی کی تیاری سے امریکہ کی جھلری قائم ہو جائے گی اس موقع پر جاپان اور ترکی کی کمزوری یا بے وفائی سے روس کو تہہ اول کی طاقت بننے کا موقع مل گیا۔ اگر جاپان پیچھے سے روس پر حملہ کر دیتا تو اس کو شیر کا مقابلہ کرنے میں بڑی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا۔ اور اگر ترکی کی حکومت اپنے پرانے حکمت جرمی کا ساتھ دیتی تو روس برطانیہ کی طرح پٹ جاتا اور آج ترکی اپنے ہمسایہ روس کی وجہ سے امریکہ کی دست نگر ہرگز نہ ہوتا۔ مگر یہ سب قدرتی باتیں ہیں۔ جب اسلام سے بے اعتنائی برتی جائے

آج تمام انسانی دنیا ظلم انفسا ذی القیود کو بھڑکائے کہ آئیں ای آئیں کا منہ ہے۔ کوئی حکومت یا ملک ایسا نہیں جس میں اضطراب پیشانی نہ ہو۔ مسلم ملک بھی اس لپیٹ میں آئے ہوئے ہیں۔ شروفسا کا منبع تدر امریکہ اور روس ہی ہیں۔ امریکہ پہلے ایک متولی اور زرخیز ملک کی حیثیت سے مشہور تھا۔ جنگی طاقت کے لحاظ سے اس کا نام صف کے برابر تھا۔ پہلی جنگ عظیم میں قیصر جرمی نے فوجی طاقت اور ایکاد کی قوت سے بوزلہ دنیا میں ڈالا تھا اس نے امریکہ کو جنگی تیاری پر آمادہ کیا اور اس کی محفوظ اور تازہ دم فوج نے آخر وقت میں پیرس پہنچ کر جنگ کا نقشہ بدل ڈالا اور اس طرح امریکہ پہلی بار ایک فوجی طاقت کی حیثیت سے افق عالم پر چھکا اور اس کے بعد اس نے اگلی تیاریوں پر زیادہ توجہ دی مگر پھر بھی اس کا ٹمبر برطانیہ کے بعد ہی سمجھا جاتا رہا۔ روس اگرچہ ایک زبردست اور مستبد طاقت تھی مگر برطانیہ اور جاپان سے نیک اٹھا رہا۔ اس کے اندرونی نظم و ضبط اور اخلاقی پستی نے اس کی ساتھ کوتاہ کیا ہوا تھا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد ملک میں انقلاب ہوا اور سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف انقلاب آیا اور اس کا رول مل اتنا شدید تھا کہ مذہب سے بھی ہاتھ دھونا پڑے۔ عوام نے سرمایہ حکومت (زار روس) کو کھاشا اور ملک کے رنگ میں دیکھا اور مذہب کو لاث باوری رہنمائی کے رنگ میں دیکھا جو خود معاش و مفاد پرستی کے علاوہ زار روس کا

قوتنری کے اسباب غیب سے ہوا پڑ رہا یا کرنے ہیں۔

بہر حال آج دنیا میں دو پہلوان ہیں۔ روس اور امریکہ۔ اور دونوں ایک دوسرے کو گیشی آؤں اور نیزوں سے گیشی کرنے میں مصروف ہیں باقی ملکوں سے تو روس کے ساتھ ہے۔ روس کی امریکہ کا حلیف بنا چھا ہے۔ ہندو سے چند ملک ایسے ہیں جو غریب جاب داری کا اعلان کرتے ہوئے ہیں جن میں مصر اور انڈونیشیا خاص طور پر قابل ذکر ہیں مگر یہ ان دونوں کی رشتہ سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور ان کے امریکہ کی نسبت روس کے ساتھ تعلقات زیادہ دوستانہ ہیں۔ روس اور امریکہ کی جنگی تیاریاں انتہائی پہنچ چکی ہیں۔ امریکہ روس کے خلاف دنیا میں اٹھنے بنا رہا ہے اور روس نے جنوبی امریکہ میں کیربا کو اپنا لیا ہے۔ اب امریکہ کیربا میں نیوکلین اور روسی ہتھیار دیکھ کر ہلکا اٹھا ہے۔

جب اسے معلوم ہوا کہ روس کے چھپے ہوئے ہزار سالانہ جنگ نے کیربا یا روسے ہیں تو اس نے چار سو پوری ہزاروں کے فروغ کیوہا کے ارد گرد کے سمندری ناکہ بندی کر دی اور ہندو حلیف ملک روس اور امریکہ نے ایک دوسرے کو دھکیلا دیں مگر اہم متحدہ کے جنرل سیکریٹری کی اپیل پر روس کے وزیر اعظم فریڈرک نے غور کرنے کا اعلان کر کے فی الحال جنگ کا خطرہ ٹال دیا مگر کیا واقعی جنگ ٹل گئی ہے یا کتنا جی قبل از وقت رہا۔ روسی ہزاروں نے صوف راستہ تبدیل کیا ہے اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فروشیٹ اس کو اپنے وقار کا سوال نہ بنائے گا۔

روسی وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ روس کو کسی ملک کو تباہ کرنے کے لئے کسی بیرونی ملک میں اٹھنے جانے کی ضرورت ہی نہیں مطلب یہ ہے کہ ہم کچھ بچھا امریکہ کے دشمنان کو گناہ کر باقی صفحہ

کرتی ہیں۔ وہ یہ ہیں دیکھتا کہ ظالم شخص نصیحت ہے، دولت مند ہے یا دینی ماہ و چال رکھتا ہے بلکہ وہ دین کی کیفیت کو دیکھتا اور غلب کی دیکھنوں کو سنا ہے۔

حدیث تحریر ہے آتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صَوْرَتِكَ وَانَّمَا يَنْظُرُ لِكَيْفَ تَقُولُ وَتَفْعَلُ وَأَعْمَلُكَ

بے شک اللہ تعالیٰ نہ تمہاری صورتوں

اور نہ تمہارے مالوں کو دیکھتے ہیں بلکہ

وہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتے ہیں۔

عزیم حضرت ارحمت و دو عالم کے ارشاد ذات

سے صاف واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں فقط

دل کی قیمت ہے اور دل کے بعد وہ عمل کو دیکھتے

ہیں۔ چنانچہ اصل چیز بی قراری کی کہ باطن کا تعلق

اللہ تعالیٰ سے خود درست ہو جانا ہے اور باطن

اللہ والوں کی صحبت کے بغیر اس دور میں قطعی

ناممکن ہے۔

یاد رکھئے! اللہ والوں کی صحبت میں قال۔

حال بن جاتا ہے۔ نیت میں اخلاص اور عمل میں

برکت پیدا ہو جاتی ہے۔ دل ماسوا اللہ سے

راتی صبر

## جلسے ذکر، مؤرخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۲ء، بروز جمعرات بمطابق ۲۷ جمادی الاول ۱۴۱۳ھ

جانشین حضرت شیخ الغیر مولانا جید اللہ اور مظاہر اعلیٰ نے مندرجہ ذیل تقریریں جن کے بعد ارشاد فرمایا۔

### اصلاح حال

مناظر حسین نقدر

مرتبه

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
الحمد لله وكفى وسلاماً على عباده الذين هطلى  
إمام العبد

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے کہ

اس نے ہمیں صبح اقبال اور پاکیزہ جماعت

سے وابستہ کیا اور ذکر الہی کی نعمت غیر

مترقبہ سے فارغا۔ آپ جانتے ہیں کہ حضرت

اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے متبعین میں ذکر کے

بعد میں کچھ معروضات پیش کر دیا کرتا

ہوں۔ چنانچہ آج میری گزارشات کا عنوان

اصلاح حال ہوگا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

ارشاد گرامی ہے:

إِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضَغَةً إِذَا صَلَحَتْ  
صَلَحَتْ جَسَدُ كُلِّهِ وَإِذَا فَسَدَتْ  
فَسَدَتْ جَسَدُ كُلِّهِ إِلَّا وَجْهَ أَهْلِ الْقَبْرِ

بے شک (انسان کے) جسم میں

البتہ ایک گوشہ کا ٹکڑا ہے جب

وہ درست ہو جاتا ہے تو سارا

جسم درست ہو جاتا ہے اور

جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو

سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔

اور وہ دل ہے۔

عزیم حضرت! حدیث مذکورہ کی روشنی

میں صاف پتہ چلتا ہے کہ اصلاح حال کا مقام

دارومدار دل کی اصلاح پر ہے۔

درحقیقت دل جسم انسانی کا بادشاہ ہے

دماغ اس کا وزیر یا مشورہ دینے والا ہے۔

اور باقی اعضاء اس کی فوج ہیں۔ اس میں

دل سے ایک بات نکلتی ہے۔ دماغ اس

کے متعلق سوچ بچار کرتا ہے۔ تقلید سوچا

ہے اور دل کو مشورہ دیتا ہے۔ اگر دل و

دماغ متبعین ہو جائیں تو باقی اعضاء ان

کے حکم کی تعمیل میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

اللہ عزوجل نے بھی قرآن عزیز میں دل

ہی کو معیار قرار دیا ہے۔

فرماتے ہیں: وَلَا تَكُونُوا مِمَّنْ يَتَّبِعُونَ

عَيْنَ دُكُلَانٍ تَرْجَمُهُ: اور ایسے شخص کا اتباع نہ کیے

جن کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا۔

## قطعة تاریخ وفات حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ

استاذ العلماء حضرت مولانا جمیل احمد تھانوی مفتی کرامت اللہ دیکھ فیلاذکیر، لاہور

علم و دین در دیار جنس گراں

لیک از انبیاءات ست

نام اسلام بفضلات ست

بلکہ تحریر جملہ آیات ست

انچہ زین ممال شاعرات ست

از مسلمان نزول آفات ست

نامش اندر چکل مدارات ست

خال حال آنکہ بے مراعات ست

روشن زبد بے ہدایت ست

قوم بس تشنہ کافیات ست

وین زمانے پر از زخافات ست

رحلت کئے مرادات ست

۱۳۸۱ھ

بہر دین بعد چارہ صد سال

رہبران از مدہانت مجسم

کفر حاص ہی دہند رواج

کافران ہسم نمی توان کردند

می روند آہ عالمان دین

رفت احمد علی پیر ہدی

فیض ظاہر نہ فیض باطن ماند

پول پیر سند گو کہ سال وفات



خطبہ ہفت روزہ جمعہ ۲۴ جمادی الاول ۱۳۸۲ھ ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۲ء

# اسلامی رواداری

عائشہ بن خنیس القفیر حضرت مولانا عبد اللہ زکریا اور مفتی محمد امجد علی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
الحمد لله وحده وصلى على ابي عبد الله محمد وعلى آله وصحبه وسلم  
(۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ  
شُكْرًا بِمَا قَدْ تَصَدَّقُوا بِالْقَسْطِ وَلَا يَجْعَلْ مَعَكُمْ شُكْرًا لِلَّهِ  
عَلَىٰ أَعْيُنِكُمْ قَوًّا وَلَا يُضِلَّ قَوْمًا يَهْتَدُونَ  
وَأَقْضُوا لِلَّهِ أَقْرَبَ مَا دَعَاكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ  
تَرْجِمَ: اسے ایمان والوں! اللہ کے  
واسطے انصاف کی گواہی دینے کے  
لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اور کسی قوم  
کی دشمنی نہ باعث انصاف  
کو ہرگز نہ چھوڑو۔ انصاف کرو  
یہ بات تقویٰ کے زیادہ نزدیک  
ہے اور اللہ سے ڈرنے پر  
جو کچھ تم کرتے ہو بے شک اللہ  
اس سے خبردار ہے۔

(۲) وَلَا يَجْعَلْ مَعَكُمْ شُكْرًا لِلَّهِ فَإِنَّكُمْ  
عَنِ الشُّكْرِ لَكَاذِبُونَ قَدْ تَعْلَمُونَ  
عَلَىٰ الْيَتَامَىٰ وَالْفُقَرَاءِ وَلَا تَعْلَمُوا عَلَىٰ الْوَالِدِ  
وَالْقَدْرَ وَإِن تَقُولُوا إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ  
الْعِقَابِ  
ترجمہ: اور تمہیں اس قوم کی دشمنی جو  
کہ تمہیں حرمت والی مسجد سے  
روکتی تھی اس بات کا باعث  
نہی ہے کہ زیادتی کرنے لگو اور  
آپس میں نیک کام اور پیہر کافی  
پر مدد کرو اور گناہ اور غم پر  
مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرنا  
بے شک اللہ سخت عذاب دینے  
والا ہے۔

بزرگانِ محترم! اسلام نے مسلمانوں کو  
ہر حالت میں انصاف و رواداری سے  
کام لینے کی تعلیم دی ہے اور یہ اصول قائم  
کر دیا ہے کہ اپنا ہو یا پرانا، اموال ہو یا  
مخالفت، دوست ہو یا دشمن جس کے ساتھ  
مملکت کوئی انصاف کے ساتھ کرو اور جس کے  
حق میں کوئی انصاف کرو انصاف کی کوہ ایک  
مسلمان پر فرضِ عائد ہوتا ہے کہ ہر نیک اور  
اچھے کام میں تعاون کرے اور برائی اور  
علم و زیادتی کے کاموں میں ہرگز شریک نہ ہو

دوسرے الفاظ میں مسلمانوں کے تمام کاموں کے  
لئے یہ ایک عام دستورِ عمل ہے کہ اچھے  
آدمیوں کو ان کے اچھے کاموں میں مدد کرو  
اور بُرے آدمیوں سے ان کے بُرے کاموں  
میں الگ ہو جاؤ۔ ساتھ ہی یہ حقیقت بھی  
اسلام نے واضح کر دی کہ سب اور راستے  
اگرچہ مختلف ہیں لیکن سارے کے سارے  
انسان ایک، رب کے بندے اور ایک ہی  
بزرگِ حضرت آدم علیہ السلام کی نسل سے  
ہیں حاتم الناس امتہ واحده۔ چنانچہ  
خود ہی ہے کہ نیک اگر غیر مسلم بھی کرے تو  
اس کی مدد کی جائے اور برائی اگر مسلمان  
کرے تو اس سے بھی تعاون نہ کیا جائے یہی وجہ  
ہے کہ ہمارے آقا و مولا جناب محمد مصطفیٰ  
صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلافِ کرام بیت  
موافق اور مخالف دشمن اور دوست سب  
کو عدل و انصاف کی نظروں سے دیکھتے  
رہے۔ دشمنوں کی جفا کاریوں کو تا فرس  
الہی کی پابندیوں کی بنا پر اپنے ارادے اور  
نصیحت و پیغمبرِ خدای کی وجہ سے پیش نہیں  
پشت نہ ڈالتے رہے اور کبھی عدل و انصاف  
کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

برادرانِ محترم! انسان کو دو ہی باتیں  
حق گوئی سے روکتی ہیں۔ ایک محبت اور  
دوسرے عداوت۔ اور یہ عموماً دیکھا گیا  
ہے کہ آدمی زیادہ محبت یا زیادہ عداوت  
کے جوش میں حد سے زیادہ گزر جاتا ہے۔  
چنانچہ قرآن عزیز نے صراحت سے فرما دیا  
کہ سختی سے سختی نہ کرنی بھی تمہارے  
لئے اس کا باعث نہ ہو کہ تم زیادتی کر  
بیٹھو اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو  
فراموش کر دو۔

وَلَا يَجْعَلْ مَعَكُمْ شُكْرًا لِلَّهِ فَإِنَّكُمْ  
عَنِ الشُّكْرِ لَكَاذِبُونَ  
ترجمہ: اس لئے کہ تمہیں اس کے ساتھ متفقانہ  
سلوک سے روک دے۔ تم ہر حالت میں  
عدل و رواداری سے کام لو کہ یہ چیزیں  
تقویٰ سے قریب تر ہیں ان احکام کی

موجودگی میں کوئی سچا مسلمان کسی دوسرے  
مسلمان سے تو کیا ہندو، سکھ، عیسائی  
اور کسی غیر قوم کے ساتھ بھی ناانسانی و  
تعصب کا تقصیر کر سکتا ہے؟ اور اگر  
کوئی ایسا کرتا ہے تو اسلام اس سے  
قطعِ علیحدہ بری الذمہ ہے۔ اس کا یہ  
اقدام حق و راستگی کی راہ میں نہیں شیاف  
کی راہ میں ہوتا ہے۔ تاریخ اسلام گواہ  
ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ  
دنیا سے اسلام کے فرما ہوا سے پہلے اور آقا  
نامہ سیدنا اولین و آخرین حبیبِ خدا محمد  
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے محراب اور  
حلیلِ القدر صحابی اور خلیفہ دوم تھے۔  
ایسے حلیلِ القدر باپ کی شہادت پر بیٹے  
کا غصے میں آ جانا یقینی امر تھا۔

چنانچہ آپ کے بعد نبیوں نے غصے میں  
آ کر فیوضِ کاسرِ قلم کر دیا۔ لیکن دنیا نے  
دیکھا کہ سیدنا صاحبِ قانون اپنے ہاتھ میں  
لینے کے جرم میں گرفتار کر لئے گئے مقدمہ  
پیش ہوا تو تمام مہاجرین اور حضرت علی  
نے ان کے قتل کا فتویٰ دے دیا۔ آخر  
امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے  
خود خون بہا ادا کر کے ان کی جان چھڑائی۔  
خود فرمائے: کہاں خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کا بیٹا، اس پاک اور برگزیدہ  
بستی کا فیرِ نظر کرے جسے خود محبوبِ کبریائے  
اپنی جھولی جھیلنا کر خدا سے مانگا اور کہاں  
ایک مجوسی غلام چھ لبت نکال کر عالم  
پاک۔ لیکن اسلام کے ترازو میں آقا و غلام  
کا کوئی امتیاز نہیں۔ خواجہ و بندہ یہاں سب  
برابر ہیں تاریخ پیش کر سکتی ہے اس عدل  
و انصاف کی کوئی نظیر؟

## اسلام اور مذہبی آزادی

ہندو، عیسائی اور دیگر اقوام کے مذہبیں  
اپنی ہیئت و دھرمیں، تعصبات اور بعض  
عادات میں اپنی غلط فہمیوں اور ناواقفیتوں  
کی بنا پر ایک زمانے سے کہتے اور لکھتے  
چلے آ رہے ہیں کہ اسلام دیگر قوموں کی  
مذہبی آزادی کے خلاف ہے اور قدیم اسلامی  
سکونتوں میں غیر قوموں کے حقوق ہمیشہ پامال  
ہوتے رہے ہیں لیکن حقیقت اس کے  
باطل برعکس ہے۔ اگر انھوں سے تعصب  
کی پٹی ہٹا کر اور دل کو بغض سے پاک  
کر کے وہ تاریخ کا مطالعہ کریں تو سامنے  
دکھائی دے گا کہ جتنی مذہبی آزادی عہد  
اسلام میں غیر قوموں کو حاصل ہوئی، اتنی کبھی

کسی عہد میں نہیں رہی۔

بورپ آج کل اپنے مذہبی ضعف کی بنا پر ہوسکتا ہے کہ مسجد اور گرجا کو برابر کے پتے ہیں رکھے لیکن جہاں مسجد اور گرجا کا معاملہ آئے گا مسجد کو گناہ گری دم سے گا اور ماضی کواد ہے کہ بیشتر اختلافات ایسا کیا گیا ہے۔

ہسپانیہ کو لے لیجئے، مسلمان جس شہادت و بہیمیت کے ساتھ حسن مسلمان ہونے کی بنا پر وہاں سے خارج کئے گئے اس کی غنیمت داستانیں ہسپانیہ کے درویدار پر انوسے لکھی ہوئی اب تک نمایاں ہیں۔

یہودیوں کے عہد کا مطالعہ کیجئے اور دیکھئے کہ باوجود آہنہ کے مہینے ہونے کے اپنے دور اختیار میں یہودیوں کے ساتھ وہ سختی و رواداری برت سکے۔ برصغیر ہندو پاک کے زمین و آسمان سے اس کی حکایت پچھلیجئے اس سرزمین کے ذرے ذرے سے شہادت کو اور ان میں بکھری ہوئی جبر و استبداد کی لکھنوں کو دیدہ دل سے چھو اچھر ہندو نے انکار پارک اپنی باری پر بدھوں کے ساتھ قدر رواداری ہوئی ہالیہ اور وندھیا میں کی چڑیاں آج تک اس کا لڑخہ سنائے کو تیار کھڑی ہیں۔

کیا رنگار عالم کے ان نعمت اور لالہ دار ذروں میں سے کوئی ذرہ سطح زمین پر پھیلے ہوئے پاٹوں کے سلسلوں میں سے کسی پھاڑ کا کوئی سنگ گزیدہ یہ زمین و آسمان انفا اور بھرا یا اس کا کوئی ادنیٰ بھونکا بھی جزوی مثال اس امر کی بنا سکتا ہے کہ اسلام کے نام کیادوں نے اپنے ہزار سالہ ہد ترقی میں کسی عیسائی، مجوسی، یہودی اور ہندو قوم کے افراد کو جبراً، جبیل مذہب پر مجبور کیا ہو یا جبر یہ استبداد و اخراج کا کوئی مراد پیش آیا ہو۔

### عبادت کا بول کی حفاظت

اس سلسلے میں خود رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عہدہ بڑائی عیسائیوں سے قیامت تک اکے لئے شاہد عدل ہے۔ اس میں یہ تصریح موجود ہے کہ ان کے مذہب سے کوئی تعزیر نہ کیا جائے گا۔ ایک معاہدہ میں حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ کے قلم مبارک سے تحریر شدہ یہ الفاظ آج بھی تاریخ کے اوراق میں بھلکا رہے ہیں۔

”ان کے گرجے برباد نہ کی جائیں گے اوقات نماز کے سنا رات دن میں جس وقت بھی چاہیں وہاں تو اس

بجائیں اور اپنے تمام تیرباروں پر صلیب کے جلیوس نکالیں“

محمد بن قاسم نے بھی سندھ میں یہی کیا تھا اور آج تک سندھ کے رگیزاروں کے ذراوت اور درویدار اس کی رواداری اور عظمت کے قصیدہ خوان ہیں، کریمیت صد حیف کہ آج کل مسلمانوں میں ایک فرقہ و فرتے کے جذبات سے کھیلنے میں باک محسوس نہیں کرتا۔ جلیوس نکلتے ہیں اور سر پٹولی ہوئی ہے۔ شادی بیاہوں کے موقع پر عین نماز کے وقت باجے گاجے سے احتراز نہیں کیا جاتا بعض اوقات نمازیوں کو شہر باکر دھول اور بیٹا باجے بھانے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ عطا فرمائے۔

اب شمشادہ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد کے ایک فرمان سے اندازہ کیجئے کہ کس قدر رواداری کا ثبوت مسلمانوں نے غیر مذہب کے عہد کے سلسلے میں دیا ہے اور یہ وہی عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ جن کے متعلق سیکنڈوں افسانے یاروں کوں نے اپنی صداقت کی بنا پر گھڑ رکھے ہیں کہ وہ ہندو شہنشاہ، متعصب تھا، جار تھا وغیرہ وغیرہ یہ فرمان شمشادہ کی عرت سے الیا محکم بنارس کو بھیجا گیا تھا۔

”ہماری پاک شریعت اور کچے مذہب کی رو سے یہ ناجائز ہے کہ غیر مذہب کے قدیم مندروں کو گرجا بنائے۔ ہماری اطلاع میں یہ بات لائی گئی ہے کہ بعض حکام بنارس اور اس کے گرد و فواہ کے ہندوؤں پر ظلم و ستم کرتے ہیں اور ان کے مذہبی معاملات میں دخل دیتے ہیں اور ان برہمنوں کو جن کا تعلق پانے مندروں سے ہے ان کو ان کے حقوق سے محروم کیا جاتا ہے۔ لہذا یہ حکم دیا جاتا ہے کہ آئندہ سے کوئی شخص مندروں اور برہمنوں کو کسی وجہ سے بھی تنگ نہ کیے۔ ان پر کسی قسم کا ظلم نہ کرے۔“

”۱۵ جمادی الاول ۱۰۹۲ھ“  
ہرے بادشاہ ہیں مسلمان سکواؤں کے کاناہ اور اس قسم کے بے شمار نعمات ہیں جو طرات کی وجہ سے نظر انداز کئے جاتے ہیں۔ مگر خیر اللہ بن بابر کی بہیمیت، جواس نے ہالیوں کو کہہ کر باخترن ملاحظہ فرمائیے۔ اسے پسر سلطنت مختلف مذہب سے

پڑے۔ محمد اللہ کے اس نے اس کی بادشاہت تھیں عطا فرمائی ہے۔ نہیں لازم ہے کہ تمام تعصبات مذہبی کو نوح دل سے دھو ڈالو اور عدل و انصاف کہنے میں بہر مذہب و ملت کے طریق کا لحاظ نہ رکھیں کہ بغیر نرم ہندوستان کے لوگوں کے دلوں پر قبضہ نہیں کر سکتے۔ اس ملک کی رعایا ہر قوم و نژاد اور اطاف شانہ ہی سے مہوں ہوئی ہے، جو قوم یا ملت قوانین حکومت کی مطیع اور فرمان بردار ہے۔ اس کے مندر اور مزار بردار نہ کئے جائیں، عدل و انصاف کرو۔ کہ رعایا بادشاہ سے خوش رہے۔ ظلم و ستم کی نسبت احسان اور لطف کی تکرار سے اسلام زیادہ ترقی پاتا ہے۔ شیعوہ دینی کے جیکڑوں سے چشم پوشی کرلو۔

ورنہ اسلام کمزور ہو جائے گا جس طرح اسان سے تسم میں چار خاصہ ہیں کہ اتحاد افغانی کے نام کو لے کر جہاں بھی اس کی طرف تحف و تالیب رعایا کو ملاحظہ کرو رکھو اور ان میں اتحاد عمل پیدا کرو تاکہ کہ جسم سلطنت امراض سے محفوظ ماموں رہے۔ مرکز شہت تیر کو جو اتحاد و اتفاق کا مالک تھا ہر وقت پیش نظر رکھو تاکہ نظم و نسق کے معاملات میں پورا تجربہ ہو۔

(داتا گرو ناتھ شیخ الاسلام دہلی کے تکرار علیہ) عظیم حضرت امامارے اسلاف اور مسلمان سکواؤں کی رواداری اور بے تعصبی کی تسلی اگر پیش کی جائے تو زمین جانتے ایک بہت بڑا دفتر تیار ہو جائے لیکن خوف طرات کے پیش نظر فتح کر کے دلوں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور رواداری کے تذکرہ حسنہ پر اپنی موضوعات کو ختم کر دں گا۔

صلح حدیبیہ کے دو سال بعد جب نادانی قریش کی طرف سے برہمدی ہوئی۔ اور انہوں نے معاہدہ کی شرط کو توڑ دیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس ہزار لوگ زمان اسلام کے ساتھ کوچ کشی کی اور مکہ متفقہ پر چڑھائی کا بیان ارگرم ہو گیا۔ قریش اور اہل مکہ کے سپاہ کاناہے جو بیتا بے حد اور بے پایاں تھے۔ ظاہر برہمنوں کی نظر میں، اپنی قوت اور سطوت کا مظاہرہ کرنے والوں کی نظر میں اور ملوکیت اور شوکت و دبدبہ قائم کرنے والوں کی نظر میں تو یہ لازم تھا کہ ایک آدمی بھی نہ دلوں کا زندہ نہ چھوڑا جائے۔ مگر انہوں نے عطف و کرم اور شفقت ہمددی سے کام لیا عالی حوصلگی اور بے تعصبی کا ثبوت دیا اور اعلان

# سلف صالحین کی عباد کا حال

حاجی کمال الدین فدرسن لاہور کا لکچر

کہا۔ اپنے نفس پر رحم نہ کرنا۔ کچھ راحت بھی لے لیا کر کہنے لگے کہ اُس پر رحم کھائے ہی کے لئے یہ سب کچھ کر رہا ہوں۔ تھوڑے دن کی مشقت ہے۔ پھر ہمیشہ ہمیشہ راحت ہی لینا ہے

عبداللہ بن داؤد کہتے ہیں کہ یہ (بزرگ حضرات) جب کوئی ان میں چالیس سال کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تو وہ لیسترا لٹھا کر لیٹ دیتا ہے۔ یعنی پھر سوتے کا غیر نعمت ہو جاتا ہے۔ حضرت کہیں میں حق ہر بات میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے اور اپنے نفس کو خطاب کر کے کہتے کہ اسے ہر ٹیڑھی کی ہڈ (نماز کے لئے) کھڑا ہو جا۔ جب ضعف بہت زیادہ ہو گیا تو ردانہ پانچ سو رکعتیں کر دی تھیں اور اس پر رویا کرتے تھے کہ میرا دھماکا ہو جاتا رہا۔

حضرت ربیع کہتے ہیں کہ میں حضرت ابی ظریف کے پاس آیا۔ وہ صبح کی نماز پڑھ کر صبح پڑھنے میں مشغول ہو گئے تھے۔ مجھے خیال ہوا کہ اس وقت ان کا حرج ہوگا۔ میں فراغت کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ وہ اسی حال میں بیٹھے پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ وہ ظہر کی نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے اور عصر تک نماز پڑھتے رہے۔ پھر عصر کی نماز سے فارغ ہو کر اسی جگہ مغرب تک بیٹھے رہے۔

پھر مغرب کی نماز پڑھی، عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر صبح تک وہ بیٹھے رہے۔ دوسرے دن صبح کی نماز کے بعد بیٹھے تھے۔ اسی حال میں کچھ دھڑکی سی آگئی۔ چونک کر کہنے لگے یا اللہ ایسی آنکھ سے تجھ سے پیادہ مانگتا ہوں جو بار بار سوتی ہو اور ایسے بیٹھ سے پیادہ مانگتا ہوں جو بھرتا ہی نہ ہو۔ میں یہ سب حالت دیکھ کر وہاں سے یہ کہہ کر چلا آیا کہ مجھے تو جبریت کے لئے یہی کافی ہے جو میں نے دیکھا۔

احمد بن حنبل کہتے ہیں۔ تقب تو اُس شخص پر ہے جس کو یہ معلوم ہے کہ آسمان پر اُس کے لئے جنت کو آراستہ کیا جا رہا ہے اور اس کے نیچے جہنم بڑھائی جا رہی ہے۔ ان دونوں کے درمیان اُس کو کیسے نیند آتی ہے۔

ایک شخص کہتے ہیں کہ میں حضرت ابراہیم ادعس کے پاس گیا۔ وہ عشاء کی نماز کے بعد اپنی عجائیل لیٹ کر ایک کروت لیٹے اور صبح تک اُسی طرح لیٹے رہے۔ نہ تفریق نہ صبح کروت بدلی۔ صبح کو اُٹھ کر بغیر وضو کے نماز پڑھ لی۔ میں نے اُن سے کہا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے حال پر رحم کرے۔ ساری رات لیٹے سوتے رہے اور بغیر وضو ہی نماز پڑھ لی۔ فرماتے

عبداللہ بن زید کہتے ہیں کہ میرا گند ایک گرچا پر ہوتا۔ وہاں ایک راہب (دنیا سے متنفع) رہتا تھا۔ میں نے اُس کو راہب کے کہہ آواز دی۔ وہ نہ بولا، پھر دوسری مرتبہ پکارا۔ پھر چھٹی نہ بولا۔ پھر تیسری دفعہ جب میں نے پکارا تو وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ میں راہب نہیں ہوں۔ راہب وہ شخص ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ شانہ سے ڈرتا ہو، اُس کی کبریائی میں اس کی تعظیم کرتا ہو، اس کی بلائی پر صبر کرتا ہو۔ پھر اس کے تقدیری فیصلوں پر راضی ہو، اس کی نعمتوں پر شکر کرتا ہو۔ اس کی عظمت کے سامنے تواضع سے رہتا ہو۔ اس کی عزت کے مقابلے میں اپنے کو ذلیل رکھتا ہو۔ اس کی قدرت کاملہ کا اعتراف کرتے والا ہو۔ اس کی بیہیت سے عاجزی کرتا ہو۔ اس کے حساب اور اس کے غلب کی ہر وقت فکر میں رہتا ہو۔ وہ دن میں روزہ رکھتا ہو، رات کو بیدار رہتا ہو۔ جہنم کے خوف نے اور میدانِ حشر کے سوال نے اُس کی فیند اُڑا دی ہو۔ جس میں یہ باتیں ہوں وہ راہب ہے۔ میں تو ایک بڑھکا ہوا ہوں۔ اس وجہ سے یہاں بیٹھ گیا ہوں کہ کہیں کسی کو کاٹ نہ کھاؤں۔ لیکن اسے اُس شانہ کی بڑائی کو جانتے ہیں۔ پھر بھی اس سے ان کا رشتہ ٹوٹا ہوا ہے، اس نے کہا کہ صرف دنیا کی محبت نے اور اس کی زیب و زینت نے ان کا رشتہ ٹوڑ رکھا ہے دنیا کٹاؤں کا گھر ہے۔ سمجھ دار اور عاقل وہ شخص ہے جو اس کو اپنے دل سے چھین دے اور اللہ جل شانہ کی طرف متوجہ ہو جائے اور ایسے کام اختیار کرے جو اللہ تعالیٰ شانہ کے قریب کر دیں۔

حضرت اویس قرنی جو مشہور بزرگ ہیں کسی دن فرات کے آج کی رات رکوع کرتے کی سب سے پہلی رات رکوع میں گزار دیتے۔ پھر کہتے کہ آج کی رات سجدہ کی ہے تمام رات ایک سجدے میں گزار دیتے۔ جب عقیدہ غلامِ تابعت بنوئے لڑکھائے پینے کی درجی پروا نہ کرتے تھے۔ ان کی ماں نے ایک مرتبہ ان سے

حضرت ابو محمد حمیری نے مکہ مکرمہ میں ایک سال کا اعتکاف کیا جس میں نہ تو بالکل سونے نہ بات کی نہ کسی کلوٹی یا دیوار پر سہارا لیا یا ٹیک لگائی۔ حضرت ابوبکر کاتبی نے ان سے پوچھا کہ اس مجاہدہ پر تمہیں کس چیز سے قدرت حاصل ہوئی۔ وہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے میرے باطن کی چٹکی کو کھینچا اُس نے میرے ظاہر کو اس پر قدرت عطا فرما دی۔ حضرت ابوبکر کاتبی نے یہ سن کر سوچا اور کہیں گردن جھکا لی اور خود غصی دیکھنے سوچتے رہے۔ پھر اسی سوچ و فکر میں پھنس گئے۔ ایک شخص کہتے ہیں کہ میں حضرت یحییٰ بن سید مومنی کے پاس سے گذرا وہ دونوں ہاتھ پھیلائے رو رہے تھے اور ان کے آسمان لکھنے کے بیچ میں سے نیچے گر رہے تھے اور وہ زرد تھے (یعنی آنسوؤں میں خون کی آمیزش تھی) میں نے ان سے قسم دے کر پوچھا کہ یہ خون کے آنسو کس صدمہ سے گرا رہے ہو۔ (بشر تو بے کیا آفت آگئی) وہ فرماتے تھے کہ اگر تم قسم نہ دیتے تو میں نہ بتاتا ہاں میں اس پر دور ہوں کہ میں نے حق تعالیٰ شانہ کا حق مجھ پر خفا اس کو ادا نہیں کیا۔ میں نے کہا کہ خون کیوں آگیا۔ کہنے لگے اس خوف سے کہ میرا یہ روزا کہیں غیر معتبر اور حجبشہا (فحاشا سے) نہ ہو۔ وہ شخص کہتے ہیں کہ جب اُن کا آستہالی ہو گیا تو میں نے ان کو خواب میں دیکھا۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ فرمایا کہ میری مغفرت ہو گئی۔ میں نے پوچھا کہ تمہارے آنسوؤں کا کیا سبب ہوا۔ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے اپنے قریب فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ آنسو کیسے تھے میں نے عمل کیا اس پر سچ تھا کہ آپ کا جو حق مجھ پر واجب ہے وہ میں ادا نہ کر سکا۔ ارشاد ہوا کہ خون کیوں تھا۔ میں نے عرض کیا اس خوف سے کہ یہ روزا جھوٹا نہ ہو، غیر معتبر نہ ہو جائے۔ ارشاد ہوا کہ آخر تو ان سب سے کیا چاہتا تھا۔ میری عزت کی قسم تیرے کرنا کا تین چالیس سال سے تیرے اعمال کا محکمہ ایسا لا رہے ہیں کہ ان میں کوئی خطا لکھی ہوئی نہیں ہوئی





# قاری محمد طیبؒ سیم دار العلوم دیوبند کی تشریف آوری

شورش کشمیری

اے یادگارِ حلفتِ گوثانِ مصطفیٰ  
 اس میں نہیں کلامِ دیوبند کا وجود  
 تاہم اس پر رحمتِ پروردگار ہو  
 گونجے گا چار کھونٹ میں نانو توئی کا نام  
 دارالعلوم تیرے بزرگوں کی یادگار  
 دل میں تھا جن کے خوفِ خداوندِ الیزال  
 اس مدرسہ کے جذبہ غیرتِ شریعت سے  
 کافر گروں کی کھیپ ہے اب اُن پطعنین  
 یہ کیا غضب ہے دینِ فروشانِ عصر نو  
 ان ظالموں سے عہدِ برآہوں کس طرح  
 خوش آمدید بلستانِ مصطفیٰ  
 ہندوستان کے سر پہ ہے احسانِ مصطفیٰ  
 پیدا کئے ہیں جس نے فدا یانِ مصطفیٰ  
 یا ثاب ہے جس نے بادۂ عرفانِ مصطفیٰ  
 تیرے بزرگِ حلفتِ گوثانِ مصطفیٰ  
 سر پہ تھا جن کے سایہ دامانِ مصطفیٰ  
 پہنچا ہے خاص و عام کو فیضانِ مصطفیٰ  
 جن کا ہر ایک فرد ہے دربانِ مصطفیٰ  
 ڈھاتے ہیں دستِ شرک سے ایوانِ مصطفیٰ  
 اس منکر میں ہیں غرقِ ثنا خوانِ مصطفیٰ

اس کی طرف سے نذرِ محقر قبول ہو  
 شورش ہے اک غلامِ غلامانِ مصطفیٰ

# کامیاب زندگی

اڈاکے شہزادہ فاروقی (مرحوم)

زندگی کی کامیابی کا دار و مدار دو چیزوں پر ہے۔ ایمان اور اعمال صالحہ۔ ایمان سے معلوم کر لینا ضروری ہے کہ ایمان اور اعمال صالحہ سے کیا مراد ہے۔ ایمان کے لغوی معنی ہیں، سمجھنے کے یقین لانے کے، خود وہ کوئی چیز نہ ہو اور صلاح شرع میں ایمان کا یہ مفہوم ہے کہ وہ تمام چیزیں (ہدایات و احکامات) جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاس سے لا کر ہم بندوں تک پہنچائی ان کو سچا سمجھنا اور ان پر عمل کرنے کے لئے دل کو تیار کر لینا اور اعمال صالحہ وہ اعمال ہیں جو اللہ تعالیٰ کے احکام و قویں کے مطابق اور اللہ رب العزت کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں کئے جائیں۔ قرآن حکیم میں جہاں جہاں اعمال صالحہ کا نام آیا ہے۔ وہاں ایمان کا پہلے ذکر کیا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ عمل ناقابل قبول ہے جس کے ساتھ ایمان شامل نہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: الدنیا مزرع الاخرة یعنی دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو بولٹے سو کاٹوگے۔ اس لئے انسان کو دنیا میں رہ کر وہی کام کرنے چاہئیں جو اس کی عاقبت سدھارنے والے ہوں۔ یا یوں کہئے کہ انسان کو ایسی زندگی بسر کرنی چاہئے جو دین دنیا کی فلاح و کامیابی کا موجب ہو۔

قَوْلُهُ تَعَالَى: اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِٖ لَكَنَافِلٌ اَنْصِبْ شَيْءًا مِّنْهُ لِرَبِّكَ فَاِنَّ رِجْخَ قَطْرٍ مِّنْ سَحَابٍ اُولَٰئِكَ حُفْرٌ لِّلرَبِّ عِندَ اَذْنِ الْاِنْسَانِ اَمْ يَسْمَعُونَ عَمَلِ الصَّالِحِينَ اُولَٰئِكَ حُفْرٌ لِّلرَبِّ عِندَ اَذْنِ الْاِنْسَانِ اَمْ يَسْمَعُونَ هُمْ عِندَ رَبِّكَ رِحْنٌ عَذَابٍ مُّجْتَرِئٍ مِّنْ جَهَنَّمَ اَمْ يَسْمَعُونَ اَلَّذِينَ هُمْ يَحْلِفُونَ بَيْنَ اَيْدِيهِمْ اَللّٰهُمَّ وَرَبُّنَا عِندَ اَللّٰهِ

ترجمہ ہے: شک اہل کتاب اور مشرکین میں سے جنہوں نے کفر کیا وہ ہمیشہ کے لئے آتش دوزخ میں ڈالے جائیں گے اور یہ لوگ بدترین خلاق ہیں اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے وہ بہترین خلاق ہیں۔ ان کا صلہ ان کے پروردگار کے ہاں بنتیں ہیں۔ جن کے نیچے نہیں جاری ہیں جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ

رہیں گے۔ خدا ان سے راضی ہوگا اور وہ خدا سے راضی ہوں گے۔ یہ جنت اور رضائے الہی اس شخص کے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے۔

اسلام ایک فطری مذہب ہے اور مکمل دین ہے اس کی تعلیمات انسان کی دنیاوی اور اخروی دونوں زندگیوں کی فلاح و کامیابی پر مبنی ہیں۔ اسلام نے صرف نماز، روزہ اور زکوٰۃ کا ذکر نہیں کیا بلکہ ان تمام دنیاوی امور کی بھی تعلیم دی ہے۔ جو زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے لازمی اور ضروری ہیں اور جو کام تعلیمات اسلامی کے مطابق ہوں وہ اعمال صالحہ ہیں۔ اسی طرح کسب معاش، محبت اہل عیال ان کی کفالت، ملک و قوم کی خدمت، سہ گری، صنعت و حرفت، زراعت، حکومت بھی اعمال صالحہ ہیں۔ بشرطیکہ ان کا طریق عمل تعلیم اسلامی کے مطابق نہ ہو۔ ان امور میں نہ بات ملحوظ رکھنی چاہیے کہ جس طرح کاشتکاری کی غرض محنت و جفاکشی نہیں ہوتی بلکہ تحصیل غلہ ہوتی ہے۔ اسی طرح دنیاوی زندگی کا مقصد دنیا نہیں بلکہ آخرت ہے اور دنیا تو محض آخرت کی کھیتی ہے۔ اس لئے دنیاوی امور کو مقصد حقیقی سمجھ کر آخرت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَذِكْرُ اللَّهِ ذُو الْأَلْبَانِ حَتَّىٰ تَصْلُوا لِمَا لَكُمْ فَادْعَا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ هُوَ الْخَيْرُ وَلَا تَنْسُوا

ترجمہ مسلمانو! (دیکھو) تمہارے مال اور اولاد غرض دنیا کی کوئی بھی چیز تم کو یاد الہی سے غافل نہ کرے اور جس نے ایسا کیا کہ دنیا میں ٹپ کر دین کو بھول گیا، وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

اگر تم نے دنیاوی امور میں دین کو ملحوظ رکھا تو یاد رکھو دونوں جہانوں میں تمہارے لئے کامیابی ہی کامیابی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ دُنْيَا وَاَوْفَادُكُمْ دُنْيَا وَمَا عِنْدَ كَا اَجْرٌ عَظِيمٌ ترجمہ۔ تمہارے مال اور اولاد ایک آنکھ

ہیں اور جو شخص اس آزمائش میں کامیاب ہو گیا یعنی اس نے مال و متاع اور اہل و عیال کے پیچھے خدا کو فراموش نہ کر دیا تو اس کامیابی کا اللہ کے ہاں بہت بڑا اجر ہے۔

تقریباً اوسلے کے مسلمان تعلیمات اسلامی کے پورے عالم تھے۔ اسلامی زندگی کے بہترین نمونہ تھے۔ وہ تجارت، صنعت و حرفت، زراعت، حکومت، الفنون دنیاوی زندگی کے تمام ضروری اور اعلیٰ لوازم پر قابض تھے۔ اور اس کے باوجود وہ بے خدا پرست اور دنیادار تھے۔ گویا ان کو دین و دنیا کی فلاح و کامیابی حاصل تھی۔ وہ کیوں؟ اس لئے کہ وہ تعلیمات اسلامی سے بہرہ ور تھے اور ان کے مطابق عمل کرتے تھے۔ آج مسلمانوں میں نہ وہ خدا پرستی پائی جاتی ہے اور نہ دینداری اور نہ ان میں دنیاوی زندگی کے ضروری اور اعلیٰ لوازم باقی رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آسے دن طرح طرح کے مصائب اور آفات سے دوچار ہو رہے ہیں۔ ان کا ہر آنے والا دن ایک نئی مصیبت لے کر آتا ہے۔ یہ سب تعلیمات اسلامی سے روگردانی اور بے بہرہ ہونے اور ان پر عمل نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔

مسلمانو! اگر تم زندگی میں فلاح و کامیابی چاہتے ہو تو اپنے اسلاف کی طرح تم بھی تعلیمات اسلامی سے بہرہ مند ہو اور ان کو اپنا دستور العمل بناؤ!

## غنیۃ الطالبین

مکتوبہ

آدمی قیمت میں

محبت و محافی سندہ نکتہ شیعہ سجدہ انقلابی

کی شہرہ آفاق

غنیۃ الطالبین مع فتوح الغیب مترجم

سکریٰ اڈو

دو جلدوں میں کامل، دوسرا ایڈیشن، قیمت ۲۶ صوف دوواہ کے لئے رعایتی قیمت ۱۲ روپے معمولی ۲۴ روپے کل ۱۴ روپے

پیشکش دیکھ کر طلب کیجئے  
شیخ محمد عمران آریسلی میدان  
بنس روڈ کراچی — فون (۵۳۸۹) ۵۳۸۹

## فضائل ذکر

سید عزیز الرحمن صاحب

مرسلہ سید فضل الرحمن جاوید

اسلام میں "ذکر اللہ" کی بہت بڑی شان ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ خود نیندوں کو ذکر کرنے کی ہدایت فرماتے ہیں، ذکر کی تفصیلات اور مقام سمجھانے کے ساتھ ساتھ اس سے انحراف کرنے والوں کو خبردار بھی فرماتے ہیں کہ اگر ایسا نہیں کرے گا تو اپنے رب کی رحمت سے دور ہو کر ماندے پتے جہنم میں شامل دیتے جاؤ گے۔ اس سلسلے میں چند آیات مبارکہ کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔ ایشاء ہوتا ہے۔ "اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے مردوں اور کثرت یاد کرنے والی عورتوں کے لئے ان کے پروردگار نے مغفرت اور اجر عظیم (کا احکام رکھا ہے) (سورہ احزاب) پھر فرمایا (بے شک) اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے اہل عمران اسے ایمان دلاؤ تم اپنے رب کا عجب کثرت سے ذکر اللہ کے ذکر سے نہ کرو اور صبح و شام اُس کی تسبیح کرتے رہو (احزاب) کامل ایمان والوں کی تحریف میں سورہ نور میں یوں ارشاد ہوتا ہے (کامل ایمان والے) ایسے لوگ ہیں جن کو اللہ کے ذکر سے نہ تو خیر و غفلت میں ڈال سکتی ہے اور نہ فرخت (سورہ نور) جو شخص اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ اس کو ہدایت فرماتا ہے۔ وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اللہ پر ایمان لائے۔ اور اللہ کے ذکر سے اُن کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔ خوب جان لو کہ اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔ (سورہ مدہ) پھر ارشاد ہوتا ہے۔ اللہ ہی کے واسطے ہیں اچھے نام ہیں (تم ان کے ساتھ اللہ کو پکارا کرو) (سورہ اعراف) اور سورہ النساء میں تو اس قدر تنبیہ فرمائی ہے کہ "اور جب تم نماز پوری کر چکے تو اللہ کی یادیں منقول ہو جاؤ گے (کھڑے بھی، بیٹھے بیٹھے) بھی اور لیٹے (بیٹھے) بھی (سورہ النساء) اسی تنبیہ کو سورہ آل عمران میں یوں ارشاد فرماتے ہیں ایسے لوگ ہیں (مفلح مند اور شہر والے) جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے (کھڑے) بھی، بیٹھے (بیٹھے) بھی اور لیٹے (لیٹے) بھی اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں عجز کرتے ہیں۔ (سورہ آل عمران) سورہ کعبہ میں

بھی اس حالت میں کہ عاجزی بھی ہو اور اللہ کا خوف بھی ہو۔ صبح کو بھی اور شام کو بھی۔ اور جس نے میری یاد سے منہ موڑا تو اُس کو دنیا میں تنگی کی گزند ملتی ہے اور غافلین میں سے نہ ہو (سورہ اعراف) اور قیامت کے دن اس کو اندھا کر کے لائیں گے (سورہ طہ)

### ارشادات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نبی و اُتی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ بھی ارشاد فرمایا وہ قرآن پاک کی تفسیر اور تفسیر ہے۔ خود خداوند تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جس نے رسول پاک کا کہنا مانا گویا اس نے میرا کہنا مانا۔ جس نے رسول پاک صلعم کی اطاعت کی گویا اُس نے میری اطاعت کی۔ دوسری جگہ یوں فرمایا ہے "بے شک میرا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتے، وہ تو صرف وہی کچھ کہتا ہے جو اس کے پروردگار کی طرف سے اُن پر وہی ہوتی ہے۔" اس لئے قرآن پاک کے بعد احادیث مبارکہ پر ایمان لانا ہی ایمان کی تکمیل ہے اگر احادیث مبارکہ کی طرف سے دلی نیکوئی شک و شبہ ہو تو اپنے ایمان پر ڈھنچکا چاہئے۔ اور اُس وقت سے پہلے ہی توبہ کر کے راہ راست پر آنا چاہئے۔ جبکہ جان لیوں تک آپ بھی ہوا موت اور زندگی کے درمیان ایک بجلی سی چمکی کی آڑ باقی رہ گئی ہو اور توبہ کا دروازہ بند ہو چکا ہو تو ذکر اللہ کے متعلق چند ارشادات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی درج کرتا ہوں تاکہ مزید برکت و ثواب کا باعث ہو۔

### فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ

(۱) اللہ کا ذکر ایسی (کثرت سے) کرو کہ لوگ مجھوں کہنے لگیں۔

(۲) بہترین عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ہے کہ تیری موت ایسی حالت میں آئے کہ

تو اللہ کے ذکر میں رطب اللسان ہوا

(۳) حضرت جبریل (علیہ السلام) مجھے اللہ کے ذکر کی اس قدر تاکید کرتے رہے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ بغیر ذکر کے کوئی چیز نفع نہ دے گی۔

(۴) اللہ کی محبت، اس کے ذکر سے محبت ہے اور اللہ تعالیٰ سے بغض اللہ کے ذکر سے بغض ہے۔

(۵) اللہ کا ذکر دلوں کی کشاف ہے؛

(۶) اللہ کا ذکر دلوں کی صفائی کرنے والا عمل ہے۔

فرمایا پھر جناب (مجتہد کی نماز) چھوڑ دو تو زمین پر چل پھرو اور اللہ کی روزی تلاش کرو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو تاکہ تم طلاع کو پہنچ جاؤ۔ (سورہ مجید) اسے ایمان دلاؤ اور دارا تم کو تمہارا مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر اور اس کی یاد سے غافل نہ کر دے۔ اور جو لوگ ایسا کریں گے (وہ) وہی حساسے والے ہیں (سورہ منافقین) اور اپنے رب کا نام لیتے رہو اور سب سے تعلقات شفع کر کے اس کی طرف متوجہ رہیں (سورہ مزمل) بے شک باہر اد ہو گیا وہ شخص جو پاک ہو گیا اور اپنے رب کا نام لیتا رہا اور نماز پڑھتا رہا (سورہ اعلیٰ) نتیجہ فرماتے ہوئے غافلین کو کہے یوں خطاب ہوتا ہے۔ ان پر شیطان کا تسلط ہو گیا پس اس سے ان کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر سے غافل کر دیا یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں۔ خوب سمجھ لو کہ بے شک بات حقیقی یہی ہے کہ شیطان کا گروہ خسارے والا (منجی) ہے (سورہ مجاد) اسی قسم کا ارشاد سورہ زخرف میں یوں ہوتا ہے۔ جو شخص رحمن کی یاد سے منہ موڑے تو اللہ اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتا ہے۔ پس وہ (ہر وقت) اس کے ساتھ رہتا ہے اور سورہ نمر میں تو نہایت سخت الفاظ میں فرمایا: پس لاکھ سے ان لوگوں کے لئے جن کے دل اللہ کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ مل کر ذکر کرنے کے بارے میں بھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے کئی مقامات پر ہدایت فرمائی ہے۔ چنانچہ سورہ کھف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں ارشاد ہوتا ہے کہ "آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ صحبت کا پابند رکھیے جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں محض اپنے رب کی رضا جوئی کے لئے" اور پھر ارشاد ہوتا ہے: "آپ ان لوگوں کو اپنی مجلس سے علحدہ نہ کیجیے جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔" سورہ اعراف میں ذکر اعلیٰ طریقہ چھانچھانچھا ارشاد ہوتا ہے۔ "اور اپنے رب کو یاد کیا کرو اپنے دل۔ اور ذرا دھیمی آواز سے

دکھا دیں گے اور سب آدمیوں اور  
حیدروں کے برابر اسی کی مغفرت ہوگی۔

### محاسن ذکر

ذکر کرنے کے لئے محاسن قائم کرنے کا  
اہتمام بھی ضروری ہے اسے کیونکہ ایسی محاسن سے  
منسلک ہونا بے حساب اجر و ثواب کا باعث  
ہوتا ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے  
کہ:-

(۲۸) اللہ کا ذکر کرنے والوں کی جلسوں کو مضبوط  
پکڑلو کہ یہ دن کی تقویت کی چیز ہے اور  
تہائی میں مبتنی بھی قدرت ہو اللہ کا ذکر  
کرتا رہے۔

(۲۹) جو لوگ اللہ ہی کے واسطے آپس میں ملتے  
جھلتے ہوں اور اللہ ہی کے واسطے ایک  
دوسرے سے محبت رکھتے ہوں اور جو لوگ  
اللہ ہی کے واسطے ایک جگہ اکٹھے ہوتے ہوں  
یعنی جلس ذکر قائم کرتے ہیں، تو وہ لوگ

جنت میں یا قدرت کے ستونوں پر زبرد اور  
زمرہ کے بالا خانوں میں ہوں گے اور ان  
میں چاندی طوط دروازے ہوں گے اور  
وہ ایسے ہوں گے جیسے کہ روشن ستارے

(۳۰) پھر فرمایا کہ جو لوگ اللہ کی محبت میں مختلف  
جگہوں سے مختلف خانہ داران سے آکر ایک  
جگہ جمع ہو گئے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر  
میں مشغول ہوں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے

دن ان کا ستر اس طرح فرمائے گا کہ ان  
کے چہروں میں نور چمکے ہوگا اور موتیوں کے  
معمروں (ہزار جگہوں) پر ہوں گے اور لوگ  
ان پر رشک کریں گے ہوں گے۔ اگرچہ وہ

انبیاء و شہداء نہ ہوں گے۔ یہاں سے  
معلوم ہوتا ہے کہ محاسن ذکر قائم کرنے  
والے اور ایسی مجلس میں شرکت کرنے

والے قیامت کے روز انبیاء علیہم السلام  
اور شہداء کے ہمراہ اللہ تعالیٰ حاضر ہوں گے اور  
عام مخلوقات ان کو دیکھ کر رشک کریں

گے۔ لیکن اللہ انکا بلند مرتبہ اچھے حضرت  
مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وہ  
فرمان یاد آ رہا ہے۔ ایک دن عجب کے

ظہیر میں ”درو شریف“ کی ورد کرنے والوں  
کے لئے بے شمار مکینوں کا ذکر کرتے ہوئے  
گوہر انشائی فرمایا کہ میں کہتا ہوں  
کہ خدا کی رحمتیں دیکھ کر درخش میں جانا

ناممکن معلوم ہوتا ہے! واقعی اعلاۃ فرشتے  
جلس کرشمہ چاندی کے گزارنے کا اس قدر اجر  
و ثواب کہ اس کا اندازہ کرتا ہی محال ہے  
اور اس حدیث مبارک سے تو اس شخص

(باقی صلاہیں)

بیخاری، شیطان سے حفاظت اور جہنم کی  
آگ سے بچاؤ ہے۔

(۳۱) زمین کے جن حصے پر خدا کا ذکر کیا جائے  
وہ حصہ نیچے ساتوں زمین تک دوسرے  
حصوں پر پھرتا رہتا ہے۔

(۳۲) اہل جنت کو کسی چیز کا خلق اور انفس  
نہ ہوگا بغیر اُن کی کھڑکی کے جو کہ دنیا میں اللہ  
کے ذکر کے بغیر گذر گئی ہو۔

(۳۳) (حدیث قدسی) فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا ذکر  
کرنے والے میرے آدمی ہیں۔ میں انکو اپنی  
رحمت سے دور نہیں کرتا۔ اگر وہ اپنے  
گناہوں سے توبہ کرتے ہیں تو میں ان  
کا حبیب ہوں۔ اگر وہ توبہ نہ کریں تو  
میں ان کا طیب ہوں کہ ان کو برکت دینا  
میں پسند کرتا ہوں تاکہ ان کو گناہوں  
سے پاک کر دوں۔

(۳۴) جو شخص تنہائی میں اللہ کا ذکر کرنے  
والا ہو وہ ایسا ہے جیسے اکیلا کفار  
کے مقابلے میں کھیل دیا ہو  
(۳۵) وہ ذکر غنی، غنی کو غرضت بھی نہ سن  
سکیں۔ ستر درجہ درجہ جنت ہوتی ہے یعنی  
دل ہی دل میں ذکر کیا جائے۔

(۳۶) فرمایا (حدیث قدسی) جب بندہ مجھے یاد  
کرتا ہے تو جب تک اُس کے ہونٹ پر یہی  
یاد میں حرکت کرتے ہیں میں اس کے  
ساتھ ہوتا ہوں یہاں تک تو اکیلے

یا مجلس میں ذکر کرنے کی فضیلت بیان  
فرمائی گئیں۔ اب فریاد تکمیل ہے ہوتا ہے کہ  
اور لوگوں میں بھی اس بات کی عادت ڈالو  
تاکہ وہ بھی اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں

اسی لئے فرمایا کہ غافلین کی مجلس میں ذکر  
کا ثواب اور بھی بڑھا دیا جاتا ہے اس  
سلسلے میں بھی چند احادیث رسول صلی اللہ

علیہ وسلم کا ترجمہ خدمت اقدس میں پیش  
کرتا ہوں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے کہ:-  
(۳۷) غافلین کی جماعت میں اللہ کا ذکر کرنے  
والا ایسا ہے جیسے ہمارے ہمارے ہمارے  
کی جماعت میں سے کوئی شخص جم کر

مقابلہ کرے، یعنی سب فوج جگہ رہی  
ہو مگر وہ خدا کی خوشخبری کے لئے ٹوٹ  
کر مقابلہ کر رہا ہو اور ایسے شخص کے لئے  
قرآن پاک اور کئی احادیث مبارک میں

جنت کی خوشخبری دی گئی ہے اور اسے  
بے شمار اجر و ثواب کا وعدہ دیا گیا ہے۔  
(۳۸) غافلین میں اللہ کا ذکر کرنے والے کو  
حق تعالیٰ اس کو جنت کا گھر پہلے ہی سے

(۳۹) اللہ اُس سے محبت کرتا ہے جو اُس  
کا ذکر کرتا ہے۔

(۴۰) ذکر کرنے والا حقیقی زندہ اور ذکر نہ  
کرنے والا مردہ ہے۔

(۴۱) فرمایا اللہ کا ذکر بہترین عمل ہے اور اللہ  
کے نزدیک بہترین چیز ہے اور درجات  
بلند تر کرنے والی ہے۔ سونے اور  
چاندی کو خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر

ہے اور عظیم ثواب سے بھی (بڑا ثواب)  
میں افضل اور بڑی ہوتی چیز ہے۔  
(۴۲) اللہ کے عذاب سے، اللہ کے ذکر سے  
بڑھ کر بچانے والی کوئی چیز نہیں۔

(۴۳) اگر تم ہر وقت اللہ کا ذکر کرے گے تو  
فرشتے تمہیں تمہارے راستوں میں اور  
بستروں پر مصافحہ کرنے لگیں۔

(۴۴) بہت سے لوگ دنیا میں نرم نرم بستریاں  
پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں جن کی  
وجہ سے حق تعالیٰ شانہ جنت کے اعلیٰ  
درجوں میں اُن کو پہنچا دیتا ہے۔

(۴۵) فرمایا جس شخص کو یہ خواہش ہو کہ وہ جنت  
کی نعمتوں سے (سیراب ہو تو وہ کثرت  
سے ذکر کرے۔

(۴۶) اللہ کا ذکر کرنے والا اس مالدار شخص  
سے افضل ہے جو (خدا کی راہ میں) پیسہ  
تقسیم کر رہا ہو۔

(۴۷) عذاب قبر سے نجات دلانے والی بغیر  
ذکر کے کوئی افضل چیز نہیں۔

(۴۸) فرمایا چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص کو  
یہ کی جائیں اُس کو دین و دنیا کی بھلائی  
مل جائے (۱) وہ نہاں جو ذکر میں مشغول  
رہنے والی ہر رب) وہ دل پر شکر  
میں مشغول ہو (ج) وہ بدن پر مشقت  
برداشت کرنے والا ہو (د) وہ بے پروا  
جو اپنے نفس میں اور خداوند کے مال  
میں خیانت نہ کرے۔

۱۰۔ جس گھر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے  
وہ آسمان والوں کے لئے ایسا جگتا ہے  
جیسے زمین والوں کے لئے ستارے جگتے  
ہیں۔

(۱۱) فرمایا جو لوگ تم میں سے عاجز ہوں -  
لاؤں کو محنت کرنے سے اجتہاد نہ پہنچ  
سکتے ہوں) اور جہل کی وجہ سے خدا کی

راہ میں مال بھی خرچ نہ کر سکتا ہو اور  
بزدلی کی وجہ سے ہمارے میں بھی شرکت نہ  
کر سکتا ہو تو ان کو چاہئے کہ وہ لوگ  
کثرت سے اللہ کا ذکر کیا کریں۔

(۱۲) اللہ کا ذکر ایمان کی علامت، اتفاق سے





اس آیت میں جن کو انسان سے چٹا مخلوق ظاہر کر کے دونوں کی تحقیق کی حکمت بیان کی گئی ہے، لہذا اس آیت کو پیش نظر رکھنے کے بعد یہ کہنا کہ "جن" انسانوں میں ہی سے ایک قوی بیکل قوم کا نام ہے، جہالت ہے علم نہیں ہے۔

اسی طرح جبکہ ہمد کے واقعہ میں قرآن عزیز نے صاف صاف اس کو پسند کیا ہے کہ کسی کو کیا متی ہے کہ اس کے خلاف پھر تامل کی پناہ لے۔ قرآن میں ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (نفل)

اور انسان (نے) پسندوں کا جائزہ لیا تو کہا یہ کیا بات ہے کہ میں ہمد کو نہیں دیکھتا کیا وہ غائب ہے۔

عرض حضرت سلیمان کو اللہ تعالیٰ نے یہ بے مثل شرف عطا فرمایا کہ ان کی حکومت انسانی کے علاوہ جن حیوانات اور ہوا پر بھی مقرر تھی اور یہ سب بحکم خدا ان کے حکم کے تابع اور مطیع تھے۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے ایک مرتبہ درگاہ الہی میں یہ دعا کی۔

رب اغفر لی وہب لی ملکاً لا ینبغی لاحد من بعدی انک انت الوهاب (حق)

اے پروردگار! مجھ کو پیش دے اور میرے لئے ایسی حکومت عطا کر جو میرے بعد کسی کے لئے بھی مسر نہ ہو بے شک تو بہت دینے والا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا اور ایسی عجیب و غریب حکومت عطا فرمائی کہ ان سے پہلے کسی کو نصیب ہوئی اور نہ ان کے بعد کسی کو میرے آئے گی۔

حضرت البرہرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ارشاد فرمایا: گزشتہ شب ایک سرور بن جن نے اچانک یہ کوشش کی کہ میری نماز میں خلل ڈالے، خدا نے تعالیٰ نے مجھ کو اس پر تیار دے دیا اور میں نے اس کو پکڑ لیا اس کے بعد میں نے ارادہ کیا کہ اس کو مسجد کے ستون سے باندھ دوں تاکہ تم سب دن میں اس کو دیکھ سکو مگر اس وقت مجھ کو اپنے بھائی سلیمان (علیہ السلام) کی یہ دعا یاد آگئی کہ انہوں نے خدا سے تعالیٰ کے حضور میں عرض کیا تھا رب ہب لی ملکاً لا ینبغی لاحد من بعدی۔

یہ یاد آتے ہی میں نے اس کو ذلیل کر کے چھڑ دیا۔ بجا اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد قد کونت دعوت انی سلیمان کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ خدا نے تعالیٰ نے مجھ میں کل انبیاء و رسل کے خصائص و امتیازات جمع کر دیئے ہیں اور اس لئے تعزیر قوم میں پر بھی مجھ کو قدرت حاصل ہے لیکن جبکہ حضرت سلیمان نے اس اختصاص کو اپنا طغرائے امتیاز قرار دیا ہے۔ تو میں نے اس سلسلہ کا مظاہرہ مناسب نہیں سمجھا۔

### بیت المقدس کی تعمیر

حق تعالیٰ نے "جن" کو ایسی مخلوق بنایا ہے جو شکل سے مشکل اور سخت سے سخت کام انجام دے سکتی ہے اس لئے حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے یہ ارادہ فرمایا کہ مسجد (مکمل) کے چار جانب ایک عظیم الشان شہر آباد کیا جائے اور مسجد کی تعمیر بھی انہوں نے ہی کی جائے گی خواہش یہ تھی کہ مسجد اور شہر کو پیش قیمت پتھروں سے بنائیں اور اس کے لئے لیبہ سے لیبہ اطراف سے حصین اور بڑے بڑے پتھر منگوئیں۔ ظاہر ہے کہ اس زمانہ کے رسل و رسائل کے محمود اور مختصر وسائل سلیمان (علیہ السلام) کی خواہش کی تکمیل کے لئے کافی نہیں تھے اور یہ کام دہش جن ہی انجام دے سکتے تھے۔ لہذا انہوں نے "جن" ہی سے یہ خدمت لی۔ چنانچہ وہ دور دور سے خوبصورت اور بڑے بڑے پتھر جمع کر کے لاتے اور بیت المقدس کی تعمیر کا کام انجام دیتے تھے۔

عام طور پر یہ مشہور ہے کہ مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس کی تعمیر حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے زمانہ میں ہوئی ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے اس لئے کہ بخاری اور مسلم کی صحیح میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوذر غفاریؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یا رسول اللہ دنیا میں سب سے پہلی مسجد کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا مسجد حرام۔ ابوذرؓ نے پھر دریافت کیا اس کے بعد کون سی مسجد عالم وجود میں آئی، آپ نے فرمایا: مسجد اقصیٰ۔ ابوذرؓ نے تیسری مرتبہ سوال کیا کہ ان دونوں کی درمیانی مدت کس قدر ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دونوں کے درمیان چالیس سال کی مدت ہے۔ حالانکہ حضرت سلیمان اور حضرت ابراہیمؑ باقی مسجد حرام کے درمیان تقریباً ایک ہزار سال سے بھی زیادہ مدت کا فاصلہ ہے۔ اس لئے حدیث کا مطلب یہ ہے

کہ جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے مسجد حرام کی بنیاد رکھی اور وہ مکہ کی آبادی کا باعث بنی اسی طرح حضرت یعقوب (اسرائیل علیہ السلام) نے مسجد بیت المقدس کی بنیاد ڈالی اور اس کی وجہ سے بیت المقدس کی آبادی وجود میں آئی۔ پھر حصہ دراز کے بعد حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے حکم سے مسجد اور شہر کی تعمیر کی تجدید کی گئی اور جنوں کی تعزیر کی وجہ سے بے نظیر اور شاندار تعمیر عالم وجود میں آئی جو آج تک لوگوں کے لئے باعث حیرت ہے۔ کہ ایسے دیوبند پتھر کہاں سے لائے گئے کس طرح لائے گئے اور پختل کے وہ مکہ کی سے آتے تھے جن کے ذریعہ ان کو ایسی بلندیوں پر پہنچا کر ان کے باہم اتصال پیدا کیا گیا۔

قدم جن نے حضرت سلیمان کے لئے بیت المقدس کے علاوہ اور بھی تعمیرات کی اور بعض ایسی چیزیں بنائیں جو اس زمانہ کے لحاظ سے عجیب و غریب سمجھی جاتی تھیں۔ چنانچہ قرآن عزیز میں ہے:-

وَمِنَ الشَّيْطَانِ مَنَ يَفْضِلُ عَلَیْهِمْ لَیْسَ لَهُمْ شِئًا مِمَّا یَفْعَلُونَ (عنکاف)

اور شیطانوں (شرکش جنوں) میں سے ہم نے مفرک دینے وہ جو اس (سلیمان) کے لئے سمندروں میں طوطے مارے (یعنی پیش قیمت بحری اشیاء نکالتے اور اس کے علاوہ وہ اور بہت سے کام انجام دیتے اور ہم ان کے لئے مغللوں اور نگہبان تھے۔

وَمِنَ الْجِنِّ مَنَ یَعْبُدُ بَیْنَ یَدَیْهِ بَازِیْنَ رَبِّهِ وَحِیْ یَزِجُ مِنْهُم مَّنَ یَعْبُدُونَ فَذَکَ مِنْ عَذَابِ السَّعِیْرِ وَیَعْلَمُونَ لَیْسَ لَهُ مَا یَشَاءُ

اور جنوں میں سے وہ تھے جو اس کے سامنے خدمت انجام دیتے تھے اس کے بعد درگاہ کے حکم سے اور جو کوئی ان میں سے ہمارے حکم کے خلاف کجا روی کرے ہم اس کو دوزخ کا عذاب پہنچا دیں گے وہ اس کے لئے بنائے گئے۔

من محارب و قاتیل و جفان کا انجواب وقد ورسیت اعمال داور شکر اوقیل من عبادی الشکور (سبا)

جو کچھ وہ چاہتا تھا قاتلوں کی تعمیر ہتھیار اور تشاور اور بڑے بڑے ملن جو محضوں کی مانند تھے اور بڑی بڑی دنگوں جو اپنی بڑائی کی وجہ سے ایک جگہ جمع رہیں۔ اے آل آؤ (آلہ)

# حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی ایک نور کی آواز

از شیخ الحداد

جنہیں میں نے بقدر وسعت سماعی دیکھا ہے

مذکر جلیل مولانا حامد الانصاری صاحب غازی بلوچے

دس رہے ہیں۔  
ایک دس دس رہے ہیں، شرفی حکام کا  
سامنا ہے۔ "میں موجود ہوں، مجھے بھی گرفتار کرنا  
شیخ نے حکام سے کہا۔  
"مگر تم کو کیوں گرفتار کریں، تمہارا کوئی  
جرم نہیں حکام نے جواب دیا۔  
"مگر شیخ الحداد کا کیا جرم ہے۔" شیخ حرم  
نے سوال کیا۔

"وہ باقی ہیں، انقلابی ہیں، آزادی کے  
رہنما ہیں۔" حکام نے جواب دیا۔  
"تم جانتے ہو شیخ الحداد میرے استاد  
ہیں، میرے پیشوا ہیں، میں کوئی سیاسی آڑھی  
نہیں ہوں، گرفتار کرنے کی اس حد بھر سکتا  
آج اپنے شیخ کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا۔  
آج سے تم مجھے بھی انقلابی سمجھو۔ آج  
سے مجاز کا زمین و آسمان دوسرا تھا، وہ  
ذات گرامی جو سالہا سال سے حرم ہوی میں  
درس حدیث دے رہی تھی آج اس کی  
زبان انگریزوں اور اس کے ایجنٹوں کے خلاف  
گھڑی لگنے لگی ہے۔"

ہر تقریر ایک شعلہ ہے، ہر بات ایک  
انگارد۔ وقت کے گھڑیال نے ایک گھنٹہ اور  
بجایا اور حضرت مولانا دینی گرفتار کر لئے  
گئے، اب دور و دراز جزیرہ مانا ہے، ہم  
سالہ نظر بند ہیں، شاگرد اپنے استاد گرامی  
کی خدمت میں ہے اور شیخ حرم اپنے شیخ  
حضرت شیخ الحداد کی رفاقت میں  
کیا اسلام، آزادی اور انقلاب کی تاریخ  
اس واقعہ کو بھلا سکے گی۔

(۳)

## مجاہد انقلاب عبد اللہ مسدوی

گولی مار دوں گا، گولی مار دوں گا، گولی مار دوں گا،  
گولی مار دوں گا، گولی مار دوں گا، گولی مار دوں گا،  
تم شیخ الحداد کا نام لیتے ہو، شیخ الحداد کا نام  
اور مجھے کی تجارت ایک ساتھ جمع نہیں ہو  
سکتی، مجاز پہلے بیٹے کی تجارت کو چھوڑ کر  
آؤ۔ پھر میرے سامنے شیخ الحداد کا نام لیں  
یہ کون شخص ہے؟ اور کس کی گولی مار

شال میں جس کی کوئی دوسری شال نہیں۔ بیٹی  
قلیم کا ایمانی نسب العین اسلامی تربیت ہے۔  
اور ایک تربیت یافتہ نئی نسل دارالعلوم کا  
مقصد و منشا ہے۔

اس نسل کے فوجانی جانتے ہو مولانا  
محمد تقی کون تھے؟ ایک فوجی آواز کا  
یہ آواز قیامت کا صور بھونکنے سے پہلے ہمارے  
کانوں تک پہنچ سکے۔

(۲)

زمانہ منہدم مسططوں کی تاریخ ہے، تاریخ  
کے ان گھنٹوں اور خرابیوں میں ہزاروں اور  
بکھرے ہوئے ہیں اور ہر وقت پر ایک نیا واقعہ  
نئی داستان اور نئی کہانی لکھی جاتی ہے۔  
دلی بند کی سرزمین سے دینی خطوط کی  
تحریک اپنی سرحدوں کے اندر پوری طرح پھیل  
چکی ہے، سرحد آزاد باغستان کے پہاڑوں میں  
مولانا عبداللہ مسدوی ایک نئے انقلاب کو  
برونے کا رلانے کے لئے تیار ہیں، اسلام کا  
ہے۔ پہلی عالمگیر جنگ کے گورے بھٹ سبے  
ہیں۔ شیخ الحداد مولانا محمد الحسن ایک عظیم  
انقلابی اسلامی تاریخ کے ایک بزرگ رہنما اور  
روحانی پیشوا کی حیثیت سے اگر بھارت میں مجاز  
پہنچے ہیں، انور پاشا، جمال پاشا اور غاب  
پاشا سے طاقتیں ہو چکی ہیں۔ لکھنا ایک جنگ  
کے اثرات جزیرہ العرب تک پہنچے اور شریف  
حصین کی سازش سے حضرت شیخ الحداد اور  
ان کے رفقاء گرفتار کر لئے گئے۔ صرف تربیت  
مولانا محمد میاں منصور انصاری پنج کے بیٹے  
غاب پاشا کا خفیہ خط لے کر ہمد کے پہاڑوں  
میں رنجی خطوط کے مرکز تک پہنچ چکے ہیں اور  
تحریک کی تنظیم میں صرف

ہیں، عجیب دور ہے  
حیرت انگیز صورت حال  
ہے شیخ الحداد کی گرفتاری  
ہو چکی ہے، ان کے  
رفقاء بھی ساتھ ہیں  
حضرت شیخ الحداد  
حصین احمد علی بن حرم  
نوری میں درس حدیث

(۱)

زمانہ کی گردشوں کا عجیب حال ہے، ایک  
سلطنت بنی تو دوسری سلطنت مٹ گئی۔ ایک تاج  
سر پہ رکھا گیا تو دوسرا تاج ٹھوکر میں آگئے  
ایک قوم ابھری تو دوسری قوم بھری گئی۔  
مٹلوں نے شیر شاہ کے کشمیروں پر بھی  
سلطنت کا سبب بناد رکھا تھا۔ آج کل سلطنت  
روکھ کا خلیفہ ہو چکی ہے، ہمارا شاہ ظفر کے تحت  
کو پکانے کے لئے ہندوستان کے رہنماؤں نے  
ایک ساتھ اپنی تلواروں پر سلطنت اٹھایا، مسطط کا  
جہاد آزادی شروع ہو گا۔

مجاہد اکبر حضرت مولانا محمد تقی صاحب اپنے  
رفقاء کے ساتھ شامی کے علاقے پر چلے۔  
انگریزوں کو شکست دی، پھر شکست کھائی۔  
حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی صاحب  
اپنے رفقاء کے ساتھ چلے ہوئے شکست کے  
اسباب کا جائزہ لیا، معلوم ہوا دین کا علم تھا مگر  
دینی تربیت نہ تھی۔

مسطط کی شکست کو فتح سے بدلنے کے لئے  
دارالعلوم دیوبند کا قیام محل میں آیا، مقصد یہ تھا  
کہ اسلامی علوم اپنے حقیقی اسلوب سے نبردیں  
ہوں، اسلامی اخلاق و روحانی قدروں کے ساتھ  
زندگی میں جہاد کر ہوں اور علم کے ساتھ ایک  
ایسی تربیت بروئے کار آئے جو ایک ایسی  
جماعت اور ملت کو تشکیل دے جو ناقابل  
شکست ہو۔

دارالعلوم دیوبند اخلاقی تربیت کی ایک  
اسلامی چھانوٹی ہے جس پر میں نے تعلیم کا فائدہ  
کمال دیا ہے۔

یہ وہ الفاظ ہیں جو حضرت مولانا محمد تقی  
صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا محمد منیر  
صاحب نالواری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمائے اور  
حضرت مولانا محمد منیر صاحب نے مجاہد سبیل حضرت  
مولانا محمد میاں منصور انصاری سے فرمائے اور  
حضرت مولانا منصور انصاری نے حضرت عظیم الاسلام  
مولانا محمد طیب صاحب سے قیام کابل میں میری  
موجودگی میں ذکر فرمائے۔  
بزرگان دیوبند اپنے کمال میں اور نوجوانان  
دارالعلوم اپنے علمی احوال میں آج بھی ایک ایسی

انڈلس موجودی سے زیادہ مستند جامع اور مستند تاریخ

## عبرت نامہ اندلس

تصنیف: پروفیسر ڈان آرٹوری \* ترجمہ: مولوی عزت اللہ  
مولوی رفیع الدین \* مترجم: مولانا محمد تقی \* تصنیف: ۱۹۴۲ء  
مقبولہ اکیڈمی ۲۰۰۰ء شام عالم دیکھ لاہور

ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی مجلس (فرشتوں کی مجلس) میں اُن کا تذکرہ فرماتے ہیں۔  
(۳۳) صحابہ کی ایک جماعت کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے۔ اور اس کی حمد و ثناء میں مشغول دیکھ کر حضور پرور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جبریل (آمین) میرے پاس بھی آئے تھے اور یہ خوش خبری سنا گئے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تم لوگوں کی وجہ سے عالم پر فخر کر رہے ہیں۔

(۳۴) اسی طرح ایک دن صحابہ کرام کی ایک جماعت کا ذکر کرتے ہوئے دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: رحمت الہی تم لوگوں پر اتنی ہی ہے میرا بھی دل چاہا کہ تمہارے ساتھ شرکت کروں۔ اور آپ انکے پاس تشریف لے آئے۔ ان احادیث مبارک کے علاوہ ایک بھی حدیث بھی میرے سامنے ہے۔ لیکن وہ حدیث مبارک حضرت صاحب کئی مجلسوں میں ارشاد فرما گئے ہیں جن کا لب لباب یہ ہے کہ مجلس ذکر میں شرکت کرنے والوں کو بخشش کا تحفہ عطایت فرمایا جاتا ہے اور ان کے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (واقی شاہد)

سفارش (جامیت) کرے گا تو اُس پر بھی ایک بوجھ ہوگا اس میں سے اُس لئے اگر یہ طریقہ شروع کیا گیا تو چونکہ یہ حضرت صاحبؑ نے شروع فرمایا تھا۔ اس لئے اُن کو بھی اُن کے حدیث منقول کے ثواب و اجر میں سے حصہ پہنچے گا۔ یہ یاد رہے کہ دوسروں کو ثواب بخش دینے سے ذاتی ثواب میں کمی برکت نہیں ہوتی بلکہ دوسروں کے ساتھ اتنی بڑی بخلائی کرنے کا بے حساب اجر و ثواب ملتا ہے فرمایا جاتا ہے۔ تو ذکر حدیث مبارک کا ہر بار تھا وہ یہ ہے کہ:-

(۳۵) فرمایا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو لوگ اللہ کے ذکر کے لئے مجلس اللہ کی رضا حاصل کرنے کے واسطے جمع ہوں تو آسمان سے ایک فرشتہ عدا کرتا ہے کہ تم لوگ بخشے گئے اور تمہاری برائیوں کی بے پناہ دی گئیں!

(۳۶) جبر جماعت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو اُس جماعت کو فرشتے ہر طرف سے گھیر لیتے ہیں اور رحمت اُن کو ٹھکانک لیتی ہے۔ لیکن اُن پر نازل ہوتی

کی بخشش اور مغفرت ثابت ہے جو مجلس ذکر میں شامل ہو جائے گا کہ اگر مسلمان مسلمان ہوتا اور ان کا ایمان ایمان ہوتا۔ پھر کیا وجہ ہو سکتی تھی کہ ہر مسجد میں مجالس ذکر قائم نہ کئے جاتے! کم از کم حضرت صاحب کے مریدوں میں تو یہ سلسلہ مشرق و مغرب میں قائم ہونا چاہیے تھا۔ اُن کے طریقہ کار کو دائمی صورت میں پیش اور قائم رکھنا چاہیے تھا۔ میں خادم الدین پڑھنے والے ہر فرد سے یہ انتظار کرتا ہوں کہ اگر انہیں اپنے بزرگ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دلی عقیدت اور نگاہ ہے تو آج ہی سے اپنی اپنی مجالس میں مجالس ذکر قائم کرنے کی سعی الامکان کوشش کریں۔ دو تین۔ دس جس قدر بھی مسلمان اور مومن ذکر کرنے والے ملیں انہیں جمع کر کے پانچ منٹ کے لئے ذکر کریں اور اجر و ثواب میں اپنے ہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو شامل حال رکھیں۔ قرآن کا ارشاد ہے مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهٗ مَخْرَجًا مِّنْ كُلِّ شَيْءٍ۔ مفسر (عظیم) ترجمہ جو کوئی نیک کام کی سفارش کرے تو اُس کو کبھی مَس میں سے ایک حصہ ملے گا اور جو کوئی بُری بات کی

## تاج کمپنی کی خطاطی کا پچیس سالہ محنت کا نتیجہ

تین سو پچیس طغوجات کے نمونے حسب ذیل ایک کتاب کی شکل میں

تعوذ، تسمیہ، کلر طبعہ، کلمہ شہادت، سورہ فاتحہ، سورہ اخلاص، سورہ فلق، سورہ ناس، آیۃ الکرسی، اللہ تعالیٰ کے سنانوے نام، رسول خدا کے سنانوے نام، خلفائے راشدین کے نام، درود شریف، تکیہ، پنج کون و سجدہ، بلغ العالی بحکماء مختلف اقسام اور ڈیزائنوں میں لکھے ہوئے، میں قرآن مجید کی آیات کے مختلف اقسام کے ۲۴ طغروں کے نمونے جو لکھائی، چھپائی اور عمدگی میں اپنی نظیر آپ میں لفظ یس میں تمام سورہیں، لفظ الہ میں اللہ تعالیٰ کے سنانوے نام، لفظ محمد میں محمد رسول اللہ کے سنانوے نام کے علاوہ اور بہت سی دعائیں نیز اللہ پاک کے نام عربی رسم الخط کا کتاب اور قابل دیدن ہوئیں۔ مولانا عالی اور علامہ اقبال کی نظمیں اور چیدہ چیدہ ریاضیات، حمد و ثناء، توحید کی تعلیم، مہر و دی، تبلیغ عمل، نعمت دنیا، رحمت رحمتہ للعالمین، عرفان خودی، طاروق کی دعا، نزل ملی، بلال، حسیق، نشان سلم، خود شناسی، بچے کی دعا وغیرہ وغیرہ اور رسم الخط میں حیران کن اور دیدہ زیب نمونے مختلف ڈیزائنوں میں لکھے ہوئے ہیں قیمت تین روپے صرف چھپانے پھیلنے کی

رحمت باب کمپنی چوک جامع مسجد بہاول پور



ہاٹ کپنی کی عیسائیت فواری

ہمیں غلام محمد صاحب ہاکڑ کی طرف سے ایک مراسلہ بھیجا گیا ہے۔ ہم سے مندرجہ ذیل تعلقہ کار میں تاکہ حکومت علماء کرام اور ملک کا باشندہ طبقہ اس کا فوری نوٹس لے۔

گوئی، آپ کے مقررہ جریدہ کی وسعت سے حسب ذیل  
سطور شائع ہو کر اگر باب اقتدار اور متعلقہ حکام کے ساتھ لپکا جاتا  
ہو تو یہ غیر ملکی عیسائی پیش روں کے اراکین کو کس طرح کام کرے  
ہیں۔ اور مقامی دولت کو کس طرح اٹھا کر کے استعمال کرتے

ہیں۔ اور اس کی حکومت میں ایک نیا دور  
 ہیں۔ کچھ دنوں یا شاید کچھ ہفتوں کے بیچ  
 جتنی ضرورت کے متنازعہ کی ہیں۔ تمام مردوروں اور دیگر مظلومین  
 کا کیسز کے تروانے کا اہتمام کیا گیا تو پاکستان کے تمام قومی

بقیہ  
حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم

دے گا اور آخر کیوں؟ واقعہ عجیب ہے۔  
مولانا عبد اللہ سندھی جامعہ مدنیہ دہلی سے  
پیدل چل کر آئے ہیں۔ ادارہ شریعہ جامع  
مسجد دہلی میں ہم لوگوں کو حجۃ اللہ الہافہ  
کا فلسفہ سمجھا رہے ہیں۔ مولانا حفظ الرحمن  
مفتی عتیق الرحمن، مولانا بشیر احمد بھٹہ، حامد

لانساری غازی متوجہ ہیں، بات میں بات پیدا ہوئی، حضرت مولانا بشیر احمد صاحب جیٹھ کی تجارت میں مشہور ہیں، مستند عالم، بڑے مدرسہ، جمعیتہ علماء اور شیخ الہند

یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ ہمیں سمجھنا

یہ سن کر مولانا سندھی آگ بگولہ ہو گئے۔ یہ ان کا حال تھا اسی حال میں انہوں نے مذکورہ بالا جملے کہے، آخر میں دھاتیں مار مار کر

”ایک شخص تیس سال تک زندگی کے  
بہاد میں ناکام وطن لوٹا، اس کا دماغ

کر دیا۔ کہ  
”جس نے اپنے گھر کا داخل ہو کر دروازہ  
نہ بند کیا۔ اس کو امن ہے جو مسجد حرام میں  
داخل ہو گا۔ اس کو امن ہے، اے اوصیاء“

داعل ہو گیا اس کو ان کے اہل بیت  
کے گھر میں داخل ہو گیا اس کو امن ہے۔  
پھر جب آپ تمام مکہ معظمہ پر قابض  
ہو گئے تو کسی کو غلام باندی بھی نہ بنایا

جو کہ سب سے کم درجہ کا اس زمانہ کے مطابق انتقام تھا بلکہ سب کو آزاد چھوڑ دیا۔ اور اعلان عام کر دیا کہ:

لا تثریب علیکم الیوم

آج کے دن کوئی بدلہ نہیں۔  
ایک اور جگہ ارشادِ نبویؐ ہے:-  
رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے  
فرمایا کہ جو نبی کسی پر ظلم کرے گا، طاقت

سے زیادہ کام لے گا، کسی سے جبراً کوئی شے چھین لے گا یا اُسے ذلیل کرے گا قیامت کے روز میں اس کا دشمن ہوگا۔

بتائیے! ان رواداریوں کی مثال، اور  
 کسی قوم میں ڈھونڈے سے بھی مل  
 سکتی ہے؟ اس حملہ کی مہذب سے مہذب قوم  
 بھی رواداری کی ایسی مثالیں پیش کر سکتی

ہے؟ نہیں ہرگز نہیں حقیقت یہ ہے۔  
کہ اسلامی عہد دنیا کے لئے ایک سایہ  
رحمت اور فضل خداوندی تھا جس کے اندر  
اللہ کی مخلوق سلامۂ استقامت، عیش و آرام کی

طمانیت کے گہوارہ میں جھدلتی رہے

اب اسلام کی رواداری کو دنیا رس پر ہے۔  
تختم حضرات !  
جب اقیامت اسلامیہ رواداری میں پیش

ہے اور اس کا کوئی حجاب، کافیات ارضی  
بھی اور مذہب اور قوم کے پاس  
تو پیروان اسلام کو بھی رواداری میں  
اور سیر چشم ہونا چاہئے۔ کاش یہ

بقیہ مجلس ذکر

کٹ کر مٹی ہو ائی اللہ ہی دعا ہے اور یہی اصل حال ہے  
 اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو اپنی یاد سے روشن کرے  
 اور ناری جانوں کو اپنے دروازے پر قبول فرمائے۔  
 برادران عزیز! جان اس جسم کے ساتھ عجیب طرح

سے ٹھکی ہوئی ہے۔ پتہ نہیں کہ اس کا رشتہ کوٹھ جاتے۔  
چنانچہ دانشمندی ویسی ہے جو جسم کے ٹھٹھاتے چرخ کے ساتھ  
دل کے چرخ کو سچی روشنی کرنے ناکہ اگر بدن کا چرخ کچھ  
جاتے تو دل کا چرخ ہمیشہ کے لئے چلتا رہے۔

شکر گزاری کے کام کرو اور میرے نبیوں میں سے بہت کم شکر گزار ہیں۔

مختصر سیلین جنو ۵۰ من الجین والاٹس والٹیر فلیم دز عورت (دل) اور اٹکے کئے گئے سیلان کے لئے اس کے لشکر جنوں میں سے انسانوں میں سے، جاہلوں میں سے اور وہ درجہ بدرجہ کھڑے کئے جاتے ہیں۔

والٹیر فلیم کھل بنا و خوش و آفرین مقربین فی الاصفاد هذا علما ونا فاصنی اوامرک بغیر حساب رس

اور مسخر کر دیئے (سیلان) کے لئے شیطان (سکرش جن، برقم کے کام کرنے والے، عمارت بنانے والے دریا میں غوطہ ڈگانے والے اور وہ (سکرش جن سے مرکب ہوتا ہے جو ہے ہیں نمبر لیا گیا، یہ باری بخش و عطا ہے چاہے اس کو کشتی دویا روئے رکھو تم سے اس کا کوئی مواظہ نہیں۔

حضرت شاہ عبدالقادر (نور اللہ مرقدہ) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیلان (علیہ السلام) پر ایسے عظیم الشان احسانات کئے اور پھر یہاں تک فرمایا کہ اس نے اپنا دولت و ثروت کے صرت و تفریح داد و دہش اور زور و کمر کے میں تم سے کوئی باز پرس بھی نہیں ہے۔ مگر ان باتوں کے باوجود حضرت سیلان (علیہ السلام) اس دولت و حکومت کو مخلوق خدا کی خدمت کے لئے "امانت الہی" سمجھ کر ایک جتنی ذات پر صرف نہیں فرماتے بلکہ اپنی روزی نو کرمان بنا کر ماحول کرتے تھے۔

بیٹاؤں نے اس مقام پر یہ اسباقی روایت نقل کی ہے کہ تم جن کے لئے حضرت سیلان (علیہ السلام) کو اس کا لڑکھی سے بنا، جن کا تخت، کے بیٹے دوزخ پر دست اور خوشامیر کھڑے تھے اور دلوں پر شکن تھے اور جب حضرت سیلان تخت حکومت پر جملہ افروز ہوئے کے لئے تخت کے قریب تشریف لے جاتے تو دلوں میں اپنے بازو پھلا کر بیٹھ جاتے اور تخت میں بیٹھ جاتا اور وہ بیٹھ جاتے تو میر شیر کھڑے ہوجاتے اور فرار ہوجاتے تاکہ لکھ اپنے پروں کو پھیل کر سر مبارک پر سایہ نہیں ہو جاتے تھے اسی طرح انہوں نے پتھر سے بڑی اور باری

دیگیں بنائی تھیں جو چھوٹی پر قائم تھیں اور اپنی ضخامت کی وجہ سے حرکت نہیں نہیں آتی تھیں اور بیٹھے بیٹھے حوض پتھر تراش کر بنائے تھے اور شہر بیت المقدس اور سیکل (مسجد اقصیٰ) اور ان سب اعتبار کی تعمیر اور لڑکھی میں صرف سات سال صرف ہوئے تھے۔

تقریباً میں بھی جنوں کی ان تعمیر خدمات کا تفصیل کے ساتھ ذکر ہے:-

اور یہی باعث ہے جس سے سیلان بادشاہ نے لوگوں کی بیکارگی کی خداوند کا حکم (مسجد اور شہر بیت المقدس) اور اپنا قصر (قصر سیلان) اور (شہر) طو اور یروشلم کی شہر بنام اور (شہر) حاصر اور حمید اور حادرجی بنائے..... سر سیلمان نے حادرجی اور بیت حوران اسفل کو پھر تعمیر کیا اور لبلات اسفل نزلانے کے سارے شہر جو سیلمان کے تھے اور اس کی گاڑی کے شہر اور اس کے سرداروں کے شہر بنائے اور جو کچھ سیلمان کی قضا تھی سو یہ یروشلم میں اور لبنان میں اور اپنی ملکات کی ساری زمین میں بنائے۔

اسی طرح تقریباً میں پتھر کے عظیم الشان حوض، بڑی اور بھاری دیگیں اور تعمیر ہونے والے ان کے بنائے گئے لئے بیش قیمت پتھروں کے متعلق غلوں پرست دی گئی ہے۔

### تاجے کے چشمے

حضرت سیلمان (علیہ السلام) چونکہ عظیم الشان عمارت، چرخ شکت و برہمیت قلعوں کی تعمیر کے بہت شائق تھے اور یہی فطرت کے استکھام میں بہت دلچسپی رکھتے تھے اس لئے ضرورت تھی کہ گارے اور چولے کی بجائے ٹھیک ہوئی دھات گارے کی طرح استعمال کی جائے۔ لیکن اس قدر کثیر مقدار میں یہ کچھ دیر آئے یہ سرائی تھا جس کا محل حضرت سیلمان چاہتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیلمان کی اس مشکل کو اس طرح حل کر دیا کہ ان کے لئے کچھ بہتے تانبے کے چشمے مرحمت فرما دیئے۔ بعض مسخرین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حسب ضرورت حضرت سیلمان کے لئے تانبے کو بھلا دیا تھا اور یہ حضرت سیلمان کے لئے ایک نشان تھا اور اس سے تیل کوئی شخص

دھات کا بھگانا نہیں جانتا تھا۔ اور تاجر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیلمان (علیہ السلام) پر یہ انعام کیا کہ زمین کے جن حصوں میں تانبی مادہ کی وجہ سے تانبائی کی طرح پھیل کر رہا تھا، ان حصوں کو حضرت سیلمان پر انعام کر دیا اور ان سے تیل کوئی شخص زمین کے اندر دھات کے چشموں سے آگاہ نہیں تھا۔

چنانچہ ان کثیر برادیت قتادہ نافع ہیں کہ کچھلے ہوئے تانبے کے یہ چشمے میں تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت سیلمان پر ظاہر کر دیا تھا۔ (باقی)

### بیتے :- فضائل ذکر

الافض ذکر شیطان کو دفع کرنے والی اور اس کی قوت کو توڑنے والی چیز ہے، جو دھوکہ کو دور کرنے والی، خوف و ہراس کو زائل کرنے والی، بلا و مصیبت کو ہٹانے والی، فحش و مہرور پیدا کرنے والی قیامت کے بعد کو ہلکانے والی، دل کی سختی دور کرنے والی، اللہ کی قرب دلانے والی، قیامت کے روز حسرت و افسوس سے محفوظ رکھنے والی، سکون اور راحت اتارنے والی، دل میں اللہ کی محبت پیدا کرنے والی۔ مراقبہ مرتبہ اسان تک پہنچا دینے والی چیز ہے نیز مذکور عبادت کی لذت، آگ سے بچاؤ، پھرے کی رونق اندر سے کا چراغ، پل حراط کا نور، بدن کی قوت، دل کا اطمینان، اہمال کی ہتھی، جنت کے باغ فرشتوں کی مجلس، مشقت کی آسانی، روحانی بیماریوں کا علاج، شکر کی بڑ، اللہ تک پہنچنے کی سیریس، جنت کے جودے سمل اور افضل ترین عبادت، داکر کی سعادت اور معرفت کا داروازہ، دل کی حیات، روح کی بے غری عذاب قبر سے نجات، خلائق کی ممانی، اللہ تبارک و تعالیٰ اور فرشتوں کی صلۃ اور رحمت ہر وقت کی ملذی، دربارت، سکون اور رحمت اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔ ذکر کفریہ مال کے غمی، بغیر سلطنت کے بادشاہ، اللہ کی راہ میں غلاموں کو آزاد کرنے والا، اللہ کی راہ میں مالی خرچ کرنے والا، جہاد کرنے والا، جنت میں (اپنے لئے) عمارت تیار کرنے والا، اللہ کا شکر ادا کرنے والا اور اللہ تعالیٰ سے دوستی پیدا کرنا ہوگا۔ ذکر: اللہ حق - لا الہ الا اللہ - اللہ اللہ، اللہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اللہ و لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ کا احادیث مبارک میں بت یقین کی گئی ہے اور کچھ بے شمار فضائل بیان فرمائے گئے ہیں (باقی آئندہ)

# دعائے خلیل و نوید مسیح

محمد اکرام الحق تحفحات

ز ربیع الاول کے دن ملک عرب کے مشہور شہر مکہ اور قریش کے معزز خاندان میں حضرت امیہ کے گھر ایک چرخ روشن ہوا جس کی روشنی نے عرب کے گمراہوں کو کفر و شرک اور جہالت و گمراہی کی تاریکیوں سے نکال کر سیدھے راستے پر لگا دیا۔ ان کی روح، ان کا قلب و ذہن سب کچھ بدل گیا۔ وہ صرف نیک اور توحید پر ہی نہ بن گئے بلکہ صدق و شرافت، امانت، دیانت، عدل و مساوات اور رحم و کرم میں پوری دنیا کے لئے نمونہ بن گئے۔ دنیا کے اس بڑے راہبر اور مصلح عظیم کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔

فخر انسانیت، تاجدارِ ختم نبوت، سیلابِ انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح علیہ السلام کے پچھ سو سال بعد پیدا ہوئے۔ آپ کی بعثت سے حضرت خلیل اللہ کی دعا اور حضرت عیسیٰ کی بشارت پوری ہو گئی۔ اس لئے آپ کو دعائے خلیل و نوید مسیح کہا جاتا ہے۔

چالیس برس کی عمر میں خاتمِ کائنات نے آپ کے سر مبارک پر تاجِ ختم نبوت رکھ کر آپ کی ذات اقدس میں وہ تمام اوصاف جمیدہ اور فضائل پسندہ مجتمع کر دیے۔ جو انفرادی طور پر تمام انبیاء کرام میں موجود تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرود کے عہد میں بت خانے کے بنوں کو پاش پاش کیا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن کعبہ کے ۳۶۰ بتوں کو کھٹکے کھٹکے کر دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو زنا میں رہنا پڑا، مجاہدوں نے چاہ سیاہ میں چھینک دیا۔ وطن عزیز چھوڑنا پڑا۔ آپ کو بھی شعب بنی طالب میں محصور رہنا پڑا۔ غارِ ثور کی تاریکیوں میں تین دن گزارے اور وطن سے ہجرت کر کے مدینہ میں جا بے۔

اب رث العزت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہلکام ہوئے تو آپ کو معراج میں اپنا قرب عطا کر کے عکلائی کے شرف سے نوازا، اگر حضرت یارون علیہ السلام کو فصاحت و بلاغت

سے نوازا گیا تو حضرت نبی امی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو افصح العرب قرار دے کر فصاحت و بلاغت کا بہرہ وافر عطا کر کے فروغِ اعلیٰ پر پہنچا دیا اور تمام قبائل کے بچے اور بڑیوں میں بھی آپ کو پیر پوٹے عطا کیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح آپ کا کلام جنتاں نے بھی سنا اور وہ بھی آپ کی تبت و رسات پر ایمان لائے۔ آپ مسیح علیہ السلام کی طرح جھٹلے اور منٹے گئے۔ پھر بھی صابر و شاکر رہے۔

آپ نے دیکھا کہ علیہ السلام کی طرح صحراؤں اور آبادیوں میں خدا کی آواز کو پہنچایا۔ آپ موسیٰ علیہ السلام کی طرح صاحبِ حکومت اور یارون علیہ السلام کی طرح صاحبِ امانت تھے۔

آپ نے ایب علیہ السلام کی طرح صبر و شکیبائی کے ساتھ شعبِ انی طالب میں تین برس تک محصور رہنا گوارا کیا مگر تبلیغِ حق سے دستبردار نہ ہوئے۔

آپ نے سلیمان علیہ السلام کی طرح دینہ منورہ میں خدا کی عبادت کے لئے مسجد نبوی تعمیر کی۔ جہاں ہر وقت توحید کی روشنی چل رہی ہوتی اور ذکرِ الہی میں زبانِ نرسمہ سچ رہتی۔ آپ نے خدا کے گھر کی عظمت و حرمت کو از سر نو زندہ فرمایا۔

المختصر آپ کی ذات اقدس میں سلیمان علیہ السلام کی سی سطوت و جبروت، نوح کی سی مرحومگی، خلیل اللہ کی سی نرم دلی، یعقوب کا سا صبر، یوسف جیسی عفو و درگزر، داؤد کی سی فرقتات، عیسیٰ کی طرح انکساری و تواضع، زکریا کا سا زہد و عبادت اور اسماعیل علیہ السلام جیسا ابتلا و قربانی اور تسلیم و رضا پرورے طور پر موجود تھے۔

ای کی برکت سیادت زائل جا داری  
آنچیز خواں ہم دارند تو تنہا داری  
آپ بڑے صاحبِ ارادت تھے۔ ہمیشہ بڑے سادہ مگر صاف ستھرے رہتے تھے۔ باوجود عافیت ہونے کے وقار کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہیں پایا۔ آپ کا سیاسی تدبیر اور عسکری قیادت آپنا نظیر نہیں رکھتا۔ آپ نے اپنے کردار اور تعلیم سے دنیا میں انقلابِ عظیم پیدا کر دیا۔ نظامِ کتبہ کے خلیفوں کو حرفِ غلط کی طرح مٹا کر نیا

عادلانہ نظامِ حیات قائم کیا۔ اخلاقِ حسنہ کی بنیاد رکھی اور عمدہ خصلتوں کی بنیاد رکھی۔ آپ نے جو دردِ ظلم کو مٹانے کے لئے تلوار بھی اٹھائی، سرکش حکمرانوں اور ظالم سرداروں کے خلاف شکر کشی کر کے جمہور کو ذہنی غلامی اور ذلت سے نکال کر عزت کی زندگی بخشی۔ آپ نے اسے قوانین نافذ فرمائے جو عدل و انصاف پر مبنی تھے اور جن میں عوام کا جھلا تھا۔

آپ نے امیر و غریب اور بندہ و آقا کے امتیازات ختم کر کے ایک ایسا معاشرہ قائم کیا جس میں عزت و شرافت کا معیار دولت و ثروت اور نسل و خون نہ تھا، بلکہ ذاتی خوبیاں اور انفرادی نیکیاں شرافت کا معیار قرار دی گئیں۔ آپ نے توحید کی اشاعت کر کے انسانی شرافت اور بزرگی کو بلند کر دیا۔

کہتے تھے خدا کے آخری پیغمبر ہیں آپ کے بعد اور کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ آپ کی امتِ آخری امت ہے۔ آپ کی شریعتِ آخری شریعت ہے اور قرآنِ عزیز خدا کی آخری کتاب ہے۔

آپ کا کام بڑا مشکل تھا، آپ کی منزل بڑی کٹھن تھی لیکن آپ نے بڑی ہمت و جہادِ بیابانی و سختی گئی اور صبر و استقلال سے ۲۳ سال کی قلیل مدت میں وہ کارہائے نمایاں سر انجام دیے کہ دنیا عجوبہ رہ گئی۔ آپ نے ایک جاہل، احمق اور نیم وحشی قوم میں اور ان کی واسطے سے ماری دنیا میں ذہنی، اجتماعی اور سماجی انقلاب پیدا کر دیا۔ آپ نے دنیا کو ایک ایسا دستور العمل عطا کیا جس کی تقلید نہیں ملتی۔

عزیز بچو اور ہموطنو! آپ کی زندگی ہماری لئے بہترین نمونہ ہے۔ آپ کا دستور (آئین) ہمارا اور ہمارے ملک و ملت کے لئے کامرانی و شادمانی کا ضامن ہے۔ اگر آج ہم جادۂ توحید پر کامزن ہو جائیں اور صراطِ محمدی کو اپنے لئے شاہراہ بنالیں تو فلاح و کامرانی آج بھی ہماری قدم ہستی کرے۔ ہم پھر سے عظمت و باکمال قوم بن جائیں۔ ساری خدائی اور پوری کائنات ہماری مطیع ہو جائے۔

کی جھمکے دھاتوں نے تو ہم تیرے ہیں  
یہاں چہرے ہیں کیا! لوحِ دھم تیرے ہیں

